﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 11رفروری 2011ء | 07ربیع الاوّل 1432 ہجری قمری ۞ 11تبلیغ 1390ہجری شمسی | شمارہ 06

خداتعالیٰ کا قرب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے ربّ سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔پس تم اس وقت کثرت سے دعا کیا کرو۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

’’اس قدر لوگ جو میرے ساتھ ہیں اور جواَب اِس وقت موجود ہیں کیا ان میں سے ایک بھی ہے جو یہ کہے کہ مَیں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ایک نہیں سینکڑوں نشان خداتعالیٰ نے دکھائے ہیں

میری مخالفت میں ان لوگوں نے قرآن شریف کو بھی چھوڑ دیا ہے۔مَیں قرآن شریف پیش کرتا ہوں اور یہ اس کے مقابلہ میں احادیث کو پیش کرتے ہیں۔

احادیث کو جب تک قرآن اور سنت کے معیار پر پرکھ نہ لیں ہم کسی درجہ پر رکھ نہیں سکتے۔لیکن یہ ہمارا مذہب ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ حدیث بھی جو اصول حدیث کی رو سے کیسی ہی کمزور اور ضعیف ہو لیکن قرآن یا سنت کے خلاف نہیں تو وہ واجب العمل ہے۔

’’اس قدر لوگ جو میرے ساتھ ہیں اور جواَب اِس وقت موجود ہیں کیا ان میں سے ایک بھی ہے جو یہ کہے کہ مَیں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ایک نہیں سینکڑوں نشان خداتعالیٰ نے دکھائے ہیں مگر نشانات پر ایمان کا حصر کرنا یہ ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جایا کرتا ہے۔جس کا دل صاف ہے اور خداترسی اس میں ہے اس کے سامنے دوبارہ آنے کے متعلق حضرت عیسیٰؑ کا ہی فیصلہ پیش کرتا ہوں۔وہ مجھے سمجھاوے کہ یہودیوں کے سوال کے جواب میں (کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا آنا ضروری ہے) جو کچھ مسیح نے کہا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ یہودی تو اپنی کتاب پیش کرتے تھے کہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں ایلیا کا آنا لکھا ہے،مثیل ایلیا کا ذکر نہیں۔مسیحؑ یہ کہتے ہیں کہ آنے والا یہی یوحنا ہے چاہو تو قبول کرو۔اب کسی منصف کے سامنے فیصلہ رکھو اور دیکھو کہ ڈگری کس کو دیتا ہے۔وہ یقیناً یہودیوں کے حق میں فیصلہ دے گا۔مگر ایک مومن جو خداتعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور جانتا ہے کہ خدا کے فرستادے کس طرح آتے ہیں وہ یقین کرے گا کہ مسیح نے جو کچھ کہا اور کیا وہی صحیح اور درست ہے۔اب اِس وقت وہی معاملہ ہے یا کچھ اور؟ اگر خدا کا خوف ہو تو پھر بدن کانپ جاوے یہ کہنے کی جرات کرتے ہوئے کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔افسوس اور حسرت کی جگہ ہے کہ ان لوگوں میں اتنا بھی ایمان نہیں جتنا کہ اس شخص کا تھا جو فرعون کی قوم میں سے تھا اور جس نے یہ کہا اگر یہ کاذب ہے تو خود ہلاک ہو جائے گا۔میری نسبت اگر تقویٰ سے کام لیا جاتا تو اتنا ہی کہہ دیتے اور دیکھتے کہ کیا خداتعالیٰ میری تائیدیں اور نصرتیں کر رہا ہے یا میرے سلسلہ کو مٹا رہا ہے۔

میری مخالفت میں ان لوگوں نے قرآن شریف کو بھی چھوڑ دیا ہے۔مَیں قرآن شریف پیش کرتا ہوں اور یہ اس کے مقابلہ میں احادیث کو پیش کرتے ہیں۔مگر یاد رکھنا چاہئے کہ احادیث اس درجہ پر نہیں ہیں جو قرآن شریف کا درجہ ہے اور نہ ہم احادیث کو کلام اللہ کا درجہ دے سکتے ہیں۔احادیث تیسرے درجہ پر ہیں اور بالاتفاق مانی ہوئی بات یہ ہے کہ وہ ظن کے لئے مفید ہیں۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا (النجم:29)

اصل میں تین چیزیں ہیں قرآن،سنت اور احادیث۔قرآن خداتعالیٰ کی پاک وحی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور سنت وہ اُسوہ حسنہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وحی کے موافق قائم کر کے دکھایا۔قرآن اور سنّت یہ دونو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام تھے کہ ان کو پہنچا دیا جاوے۔اور یہی وجہ ہے کہ جب تک احادیث جمع نہیں ہوئی تھیں اس وقت تک بھی شعائر اسلام کی بجا آوری برابر ہوتی رہی ہے۔اب دھوکا یہ لگا ہے کہ یہ لوگ احادیث کو اور سنّت کو ایک کر دیتے ہیں حالانکہ یہ ایک چیز نہیں ہیں۔پس احادیث کو جب تک قرآن اور سنت کے معیار پر پرکھ نہ لیں ہم کسی درجہ پر رکھ نہیں سکتے۔لیکن یہ ہمارا مذہب ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ حدیث بھی جو اصول حدیث کی رو سے کیسی ہی کمزور اور ضعیف ہو لیکن قرآن یا سنت کے خلاف نہیں تو وہ واجب العمل ہے۔مگر ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ نہیں محدثین کے اصول تنقید کی رو سے جو صحیح ثابت ہو وہ خود قرآن اور سنت کی کیسی ہی مخالف ہو اس کو مان لینا چاہئے۔اب عقلمند غور کریں اور خدا کا خوف دل میں رکھ کر فکر کریں کہ حق کس کے ساتھ ہے،ان کے یا میرے؟ مَیں خدا کے کلام اور اس کے پاک رسول کے عمل کو مقدم کرتا ہوں اور یہ ان لوگوں کی باتوں اور خیالی اصولوں کو مقدم کرتے ہیں جنہوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا کہ یہ اصول تنقید احادیث کے ہم نے خدا کی وحی اور الہام سے قائم کئے ہیں۔

اگر یہی بات ہے کہ احادیث کے لئے قرآن اور سنت کے علاوہ کوئی اور معیار ہے جو محض اپنی دانش اور عقل سے قائم کیا گیا ہے تو پھر مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ سنّیوں کی پیش کردہ احادیث یا شیعوں کی پیش کردہ احادیث صحیح نہ مانی جاویں۔کیوں ایک فریق دوسرے کو ردّ کرتا ہے۔اس کا جواب ہمیں کوئی کچھ نہیں دیتا۔ان ساری باتوں سے بڑھ کر اور ایک بات ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعت السنّۃ میں یہ اقرار کیا ہے کہ اہل کشف جو لوگ ہوتے ہیں وہ احادیث کی صحت کے لئے محدثین کے اصول تنقید احادیث کے پابند نہیں ہوتے بلکہ وہ بعض اوقات ایک صحیح حدیث کو ضعیف ٹھہرا سکتے ہیں یا ضعیف کو صحیح کیونکہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اطلاع پاتے ہیں۔جب یہ بات ہے تو پھر مسیح موعود جو حَکَمْ ہو کر آئے گا کیا اس کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ احادیث کی صحت اس طریق پر کر سکے؟ کیا وہ خداتعالیٰ سے فیض نہ پا سکے گا؟ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے محروم ہوگا؟ اگر اس کو یہ مقدرت نہ ہوگی تو پھر بتاؤ کہ ایسا حَکَمْ کس کام کا اور مصرف کا ہوگا؟

اس لئے احادیث کو یہ لوگ جب مختلط کرنے لگیں تو اس امر کو کبھی بھولنا نہ چاہئے کہ قرآن اور سنت سے اس کو الگ کر لیا جاوے۔ہمارے ضلع میں حافظ ہدایت علی صاحب ایک عہدہ دار تھے مجھے اکثر ان سے ملنے کا تفاق ہوتا تھا۔ایک بار انہوں نے کہا کہ مَیں ان کتابوں کو جن میں مسیح اور مہدی کے آنے کا ذکر ہے دیکھ رہا تھا۔ان میں ہزاروں نشانیاں قائم کر رکھی ہیں۔چونکہ یہ ساری نشانیاں تو پوری ہونے سے رہیں اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ اُس وقت جھگڑا ہی پڑے گا۔یہ لوگ اُس وقت ماننے سے رہے جب تک وہ سارے نشان پورے نہ ہو لیں اور وہ نشان یک دفعہ پورے ہونے سے رہے۔حقیقت میں ان کی فراست صحیح نکلی۔اِس وقت وہی ہوا انکار ہی کیا گیا‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 377تا 379۔جدید ایڈیشن)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

بنگلہ دیش کے جلسہ سے میرا پہلا براہ راست مخاطب ہونا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے ایسے راستوں کی خوشخبریاں دے جو راستے کی تمام روکوں سے صاف ہو۔

اللہ تعالیٰ وہ موقع بھی لائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا جب خلافت احمدیہ دنیا کے تمام ملک، کیا مشرق اور کیا مغرب، کیا شمال اور کیا جنوب میں عزت و احترام سے دیکھی جائے گی اور اس کی پذیرائی ہوگی۔

اپنے قادر و توانا خدا سے ایسا دل لگائیں جس کے مقابلے میں سب رشتے ہیچ ہوں۔
اگر ہم یہ تعلق اپنے پیدا کرنے والے خدا سے قائم کرلیں گے تو حقیقت میں یہی ہماری کامیابی کا دن ہوگا۔

خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دینا ہماری ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

بنگلہ دیش کی جماعت ان خوش قسمت جماعتوں میں سے ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کے لئے تائیدات کے نظارے خود دیکھے ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک گواہ ہے کہ دشمن کے جو منصوبے تھے وہ دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اس سیاہ آندھی میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی بدلیاں بھیجیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پانی برسایا اور فضا صاف ہوگئی۔

ہر مخالفت کے بعد جماعت ایک نئی شان سے ابھر کر سامنے آتی ہے۔ یہ صرف بنگلہ دیش کی بات نہیں، دنیا کے ہر خطہ اور ہر ملک میں اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بارش اسی طرح برساتا رہا ہے اور برسا رہا ہے۔

ہم محبتوں کے پیغامبر ہیں۔ پس اس پیغام کو اپنے ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیں۔ دعوت الی اللہ کے کام میں حکمت کے ساتھ ایک نئی روح پھونک دیں۔

15 رفروری 2009ء کو جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ محمود ہال لندن سے براہ راست ولولہ انگیز خطاب

اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے اس زمانے کی ایجادات سے فائدہ اٹھانے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو بھی توفیق عطا فرمائی۔ بلکہ آج کل کی یہ ایجادات جو دنیا کے فائدہ کے لئے ہیں اس زمانے میں کی ہی اس لئے گئی ہیں یا اس لئے سامنے آئی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے۔ آج اگر دنیا کی دولتوں کو دیکھیں تو ایک ایک آدمی کے پاس لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں ڈالر کی مالیت کی دولت ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا پوری دنیا کا مالی بجٹ ان لوگوں کے قریب بھی نہیں پہنچتا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے جو فضل ہیں اور جو استعمال اس تھوڑے سے پیسے سے خدا تعالیٰ کرواتا ہے اور جو نتائج برآمد ہوتے ہیں، جو فیض یہ تھوڑا سا پیسہ دنیا کو روحانی اور مادی لحاظ سے پہنچا رہا ہے اس کے قریب بھی یہ دنیادار نہیں پہنچ سکتے۔ ان کی دولت ان کے پاس آتی ہے اور دنیاوی لہو ولعب میں ضائع ہو جاتی ہے یا دنیا میں جنگوں اور فسادوں کی نظر ہو جاتی ہے۔ اور انفرادی دولتمندوں کی بات تو ایک طرف، حکومتیں بھی اپنے وسائل اور دولت سے اس طرح استفادہ نہیں کرسکتیں جس طرح محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ اپنے کم سے کم وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کررہی ہے۔ آج یہ ایم ٹی اے چینل جس کے چلانے کی خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو توفیق دی چوبیس گھنٹے مختلف سیٹلائٹس کے ذریعہ سے مختلف زبانوں کے ساتھ تمام براعظموں کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ اور جس قدر کم اخراجات سے چل رہا ہے اور بغیر کسی لہو ولعب کے چل رہا ہے اس کے متعلق تو دنیادار کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔ پس کل ہم جس حسرت اور خواہش کے ساتھ اس زمانے کی ایجاد کو استعمال ہوتے دیکھتے تھے جس میں زیادہ تر استعمال غلط ہی تھا اور آج ہم جب دنیا کو بتائیں کہ بغیر کسی اشتہار کے اور بغیر کسی پیشہ ور ماہرین کی مدد کے ہم چوبیس گھنٹے یہ چینل چلا رہے ہیں تو وہ حیرت اور حسرت سے ہمیں دیکھتے ہیں۔ پس یہ خدا تعالیٰ کے احسانوں میں سے بہت بڑا احسان ہے جو آج ہم اس زمانے کی ایجادات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور آج مَیں اسی واسطے سے آپ بنگالیوں سے بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے مخاطب ہوں۔ آج دنیا میں امیر ترین ملکوں میں بھی اس طرح باقاعدہ لائیو خطاب کا انتظام نہیں جس میں ایک ملک سے بیٹھ کر دوسرے ملک کے مجمع کو مخاطب کیا جا رہا ہو۔ اور ایک دوسرے کے جلسوں کے نظارے دیکھے جا رہے ہوں۔ بیشک Live پروگرام ہوتے ہیں لیکن انہی ملکوں میں اَور یا زیادہ سے زیادہ چند دلچسپی رکھنے والے ان پروگراموں کو دیکھ کر ان میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں لیکن ایک مجمع ایک خاص مقصد کے لئے جمع ہو جہاں صرف دینی باتیں کی جارہی ہوں، یہ کہیں نہیں ہوتا۔ پس سب سے پہلے تو ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے باوجود دوریوں کے آپس میں ایک دوسرے کو چاہنے والوں اور محبت کرنے والوں کے فاصلے کم کردیئے ہیں۔ ہم آمنے سامنے بیٹھ کر کچھ حد تک اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ بنگلہ دیش کے امیر صاحب کی خواہش تھی کہ اس طرح لائیو پروگرام ہو جائے تو ہمارے لئے بہت فائدہ مند ہو گا۔ کیونکہ ایک خاصی بڑی تعداد تقریباً چار سے پانچ ہزار جس نے قادیان کے جلسے پر جانا تھا اچانک جلسہ ملتوی ہو جانے کی وجہ سے افسردہ تھی۔ جماعت احمدیہ کی سرشت میں گو مایوسی نہیں ہے البتہ افسردگی ضرور ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ افسردگی دعاؤں کے روپ میں ڈھل جاتی ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلوں کو تسلی ہوتی ہے۔ اور ہر روز ایک نیا عزم اور ایک نیا جوش افراد جماعت کے اندر پیدا کر دیتی ہے۔

اسی قسم کے مضمون کے خط پاکستان، ہندوستان سے میں وصول کر رہا ہوں۔ اور مجھے کامل یقین ہے کہ آپ سب جو قادیان جانے والے تھے انہوں نے اپنی دعاؤں میں بھی پہلے سے بڑھ کر تیزی پیدا کی ہوگی تا کہ صرف قادیان میں یا ہندوستان کے کسی شہر میں ملنے کی باتیں نہ ہوں بلکہ میں آپ سے آپ کے ملک میں ملوں۔ یہ بنگلہ دیش کے جلسہ سے میرا پہلا براہ راست مخاطب ہونا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے ایسے راستوں کی خوشخبریاں دے جو راستے کی تمام روکوں سے صاف ہو اور آپ کے ملک میں آپ کے درمیان بیٹھ کر مَیں مخاطب ہوں۔ اللہ تعالیٰ وہ موقع بھی لائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا جب خلافت احمدیہ دنیا کے تمام ملک، کیا مشرق اور کیا مغرب کیا شمال اور کیا جنوب میں عزت اور احترام سے دیکھی جائے گی اور اس کی پذیرائی ہوگی۔ لیکن ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یہ موقع ہماری زندگیوں میں پیدا فرمائے اور اس کے لئے ہمیں پہلے سے بڑھ کر پیدا کرنے والے خدا کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔ اپنی زندگیوں میں ایک انقلابِ عظیم پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی سجدہ گاہوں کو اپنے آنسوؤں سے تر کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی دعاؤں میں ایسا ارتعاش پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس سے عرش کے پائے بھی ہلنے لگیں۔ اپنی دعاؤں میں وہ سوز پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو خدائے مجیب کو ہمارے قریب تر لے آئے۔ اور ہم فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کا مژدہ جانفزا اور ہر احمدی ایک نئی شان کے ساتھ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (اور جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا کو سنتا ہوں) کے نظارے دیکھے۔ پس اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہمیں قدم بڑھانے ہوں گے۔ اور پھر آپ دیکھیں گے کہ وہ خدا، وہ رحیم رحمان خدا، وہ خدا جس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے، وہ خدا جو اپنے بندوں پر بے انتہا مہربان ہے کس طرح دوڑتا ہوا ہماری طرف بڑھے گا۔ وہ جو مالک ارض و سما ہے کس طرح اپنے پیاروں کو نقصان پہنچانے والوں کے خلاف ان کی مدد کے لئے آگے آئے گا۔

پس سب سے پہلے ہمارا یہ فرض بنتا ہے اور یہ بات میں خاص طور پر کہنی چاہتا ہوں کہ اپنے اس قادر و توانا خدا سے ایسا دل لگائیں جس کے مقابلے میں سب رشتے ہیچ ہوں۔ دنیا کی سب دولتیں خدا تعالیٰ کے مقابلے میں کوڑی سے زیادہ وقعت نہ رکھتی ہوں۔ اگر ہم یہ تعلق اپنے پیدا کرنے والے خدا سے قائم کرلیں گے تو حقیقت میں یہی ہماری کامیابی کا دن ہوگا۔ پس ہر بچہ، جوان، بوڑھا، عورت، مرد یہ پلّے باندھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور اس کے آگے جھکنا اور تڑپنا ہی ہماری زندگی کا مقصود ہے۔ اور یہ مقصود خود خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) یعنی مَیں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر131

مصالح العرب کے اس سفر میں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ہم 2008ء کے سنگ میل کے قریب آ پہنچے ہیں۔گزشتہ اقساط میں ہم نے عرب دنیا میں عیسائیت کے حملہ کے ردّ میں ایم ٹی اے العربیہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی کوششوں کا ذکر کیا اور بعد میں ان کوششوں کی مصری عیسائی اور مسلمان دھڑوں سے مخالفت اور بعض مسلمان مولویوں کے پروگراموں اور الزامات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا تھا۔اس سلسلہ میں ایک اور ردّعمل کے ذکر کے بغیر یہ مضمون مکمل نہیں ہوتا۔

عیسائی چینل کے جماعت کے بارہ میں پروگرام

یہ ردّعمل اس عیسائی چینل کی طرف سے سامنے آیا جس پر پادری زکریا بطرس اسلام پر حملے کرتا تھا۔اس چینل نے جس کا نام اَلْحَیَاۃ چینل ہے جماعت احمدیہ کے خلاف خصوصی طور پر 24/اپریل 2008ء اور یکم مئی 2008ء کو دو پروگرام پیش کئے۔ان پروگراموں میں جماعت کے خلاف کافی زہر اگلا اور متعدد اعتراضات کئے اور اکا دکّا فون کالز بھی لی گئیں۔

ان پروگراموں کی تفصیل میں جانے سے قبل اتنا کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سننے والا شخص اگر پروگرام میں شریک عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں طریق تکلم پر غور نہ کرے تو اسے جماعت کے خلاف مولویوں اور ان عیسائیوں کے پروگراموں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوگا۔کیونکہ انہوں نے بھی وہی اعتراض،اعتراضات کی وہی زبان،اور وہی استدلال، وہی گندی زبان استعمال کی۔ہاں ان عیسائیوں نے بعض امور اضافی طور پر بھی پیش کئے جن کا تذکرہ بھی ہم اس قسط میں کریں گے۔

ان عیسائیوں نے شیخ حسان کے (جن کا ذکر گزشتہ قسط میں بھی گزر چکا ہے) جماعت کے خلاف پروگراموں کو شروع شروع میں اپنی ویب سائٹ پر بھی ڈالا تھا اور جب ہم نے اپنے بعض پروگراموں میں اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے یہ پروگرام وہاں سے غائب کر دیئے۔اور یہ ایک معروف امر ہے کہ کسی ویب سائٹ پر آپ کسی کا آدھے گھنٹے یا گھنٹے کا پروگرام اس کی اجازت اور خواہش کے بغیر نہیں ڈال سکتے۔

اس ساری صورتحال کو دیکھ کر ایک انصاف پسند شخص یہ سوچنے پر مجبو ہو جاتا ہے کہ کیا واقعی ان عیسائیوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے اس لئے اب مسلمان مولوی ان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے احمدیت کی مخالفت پر متحد ہو رہے ہیں؟ یا کیا بعض مسلمان مولویوں کو عیسائی عقائد پر اعتراض نہیں رہا اس لئے دونوں کو صرف جماعت احمدیہ مشترکہ دشمن نظر آ رہی ہے؟اور عیسائیت مسلمانوں کو احمدیت سے متنفر کرنے کی کوشش کیوں کر رہی ہے؟اور وہ کیوں یہ ثابت کرنے کے لئے کوشاں ہے کہ احمدیت مسلمان جماعت نہیں ہے؟ کیا کبھی کسی مسلمان نے بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عیسائیوں کا فلاں فرقہ عیسائی نہیں ہے؟یا کسی مسلمان نے کبھی یہ کہا ہے کہ اب ہم فیصلہ کریں گے کہ کون عیسائی ہے اور کون عیسائی نہیں ہے؟

آخر اس ساری کارروائی کا کوئی تو سبب ضرور ہے جس کا اندازہ ہمیں ان دو پروگراموں پر ایک نظر ڈالنے سے ہو جائے گا۔

گوکہ ان پروگراموں میں بہت سے بہتانات، اعتراضات اور غلط باتیں بھی کی گئیں لیکن مجموعی طور پر یہ پروگرام جماعت کی تبلیغ کا باعث ہی ٹھہرے۔آیئے ان پر کسی قدر تفصیلی نظر ڈالتے ہیں۔

متضاد باتیں

پروگرام کے میزبان نے ابتدا یوں کی:

آج کے پروگرام کا موضوع ہے جماعت احمدیہ اور اس کا عیسائی عقائد پر حملہ۔گوکہ ہمیں غیرت ایمانی رکھنے والے بہت سے عیسائی برادران نے بارہا اس موضوع کے بارہ میں لکھا تھا لیکن ہم اس بارہ میں علم الیقین رکھتے ہیں کہ یہ فرقہ تو مسلمان ہی نہیں۔اس لئے قبل ازیں ہم نے سوچا کہ یہ اس قدر وقت اور توجہ کا مستحق فرقہ نہیں ہے۔لیکن اب اپنے دیکھنے والوں کی خواہش کے مطابق ہم اس فرقہ کے عقائد کا ردّ پیش کریں گے۔اس کے محض دو منٹ کے بعد ہی اسی میزبان نے کہا:

بہت سے مسلمان، جماعت احمدیہ سے اس لئے خوش ہیں کیونکہ اس نے ہمارے پروگراموں کا جواب دیا۔گوکہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد نے ان پروگراموں کا کوئی جواب نہیں دیا، صرف جماعت احمدیہ نے دیا اس لئے بہت سے مسلمان ان سے بہت خوش ہیں۔لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ان مسلمانوں کو علم ہی نہیں کہ جماعت احمدیہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس حقیقت کا بیان ہمارے اس پروگرام میں ہوگا۔

تبصرہ

ان کے بیان کے مطابق ایک تو وہ لوگ ہیں جن کو نہ اسلام کے دفاع کی فکر ہے نہ ناموس رسالت پر لگے اعتراضات کا جواب دینے کی سکت ہے۔ان کو عیسائی بھی سچے مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔دوسری طرف جماعت احمدیہ ہے جو انہی کے بقول واحد جماعت ہے جس نے عیسائی حملہ کا جواب دیا اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی طرف سے لگائے گئے الزامات کا ردّ کیا۔ان کو بعض مسلمان علماء اور عیسائی دونوں اسلام سے خارج خیال کرتے ہیں۔لیکن لوگ کیوں خوش ہیں؟ کیونکہ انہیں پتہ چل گیا ہے کہ اسلام کے اصل دفاع کرنے والے کون ہیں، یعنی وہی جن کی بات کا عیسائیت کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔پھر یہ منصف مزاج مسلمان ان دفاع کرنے والوں کو مسلمان نہ سمجھیں تو اور کیا سمجھیں؟اور یہی غم عیسائیوں کو ستائے جا رہا ہے کہ اگر جماعت احمدیہ کو بھی مسلمان سمجھ لیا گیا تو ان کا عیسائیت پر غلبہ،سلام کا غلبہ متصور ہو گا۔لہذا بہتر یہی ہے کہ مسلمان علماء کے ساتھ مل کر اس کو خارج از اسلام ثابت کیا جائے۔

ایک طرف کہتے ہیں کہ یہ جماعت اس قدر وقت اور توجہ کی مستحق نہیں کہ اس کے متعلق کوئی پروگرام کیا جائے،لیکن دو منٹ بعد ہی کہتے ہیں کہ تمام مسلمانوں میں سے سوائے احمدیت کے کسی نے ہمارے اعتراضات کا جواب نہیں دیا۔ایسی صورتحال میں آپ ہی بتائیں کہ آپ پر کون بھاری ہے؟

اعترافات

پروگرام کے میزبان نے شروع میں کہا تھا کہ مسلمانوں کو علم ہی نہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمان جماعت نہیں ہے،لیکن محض چند منٹ کے بعد ہی اسی میزبان نے ایک اور بات کہہ دی جس کا نتیجہ تو انہوں نے کچھ اور ہی نکالا تاہم اس میں سچ بھی زبان پر آ گیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں کہتے ہیں کہ:

اپنے مطالعہ کی بنا پر اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس شخص کو اسلام کی بڑی غیرت تھی۔اس کے وقت میں انڈیا میں اسلام سے ارتداد کی ایک بڑی لہر آئی ہوئی تھی اور اس حالت میں یہ شخص عیسائیوں اور پادریوں سے مباحثے اور مناظرے کرتا تھا۔اور اس کو خصوصی طور پر اس معاملہ میں غیرت آتی تھی لہذا وہ اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرتا تھا۔اور عیسائی بھی محمدؐ اور مسیح کے درمیان موازنہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ایسے شخص کی پیروی کیسے کر سکتے ہیں جو فوت ہو چکا ہے جبکہ مسیح آسمانوں میں زندہ ہے۔ہم ایسے شخص کی پیروی کیونکر کریں جو شاید اب واپس نہ آئے جبکہ مسیح دوبارہ آئے گا۔چنانچہ اس شخص نے جب دیکھا کہ قرآن مسیح کو محمدؐ سے بہتر گردانتا ہے تو یہ نفسیاتی اور روحانی طور پر ایک بحران کا شکار ہو گیا جس سے نکلنے کا اس نے یہ راستہ اختیار کیا کہ یہ خیال پیش کیا کہ مسیح کی آمد ثانی مسیح محمدی کے رنگ میں ہونی تھی اور مَیں وہ مسیح محمدی ہوں۔

پھر اس کے چند منٹ بعد اسی بات کو مزید وضاحت سے یوں پیش کیا:

مرزا غلام احمد قادیانی کا خیال ہے کہ موجودہ عیسائیت کا ردّ ہی کسر صلیب کے مترادف ہے کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ اس نے تمام عیسائی مناظروں کو شکست دی، اور اس کی جماعت عیسائیت کو شکست دے کر چھوڑے گی۔**دراصل اس کی جماعت کی بنیاد ہی عیسائیت کے سدّباب پر ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اس نے اپنی جماعت دراصل عیسائیت کے مقابلہ کے لئے ہی تشکیل دی۔**

تبصرہ

جس شخص کو اسلام کی سب سے زیادہ غیرت تھی، جو اسلام سے ارتداد کی لہر کے وقت عیسائیوں سے مناظرے اور مباحثے کا مرد میدان ثابت ہوا،جس نے آپ کے بقول اپنی جماعت کی بنیاد ہی ردّ عیسائیت پر رکھی اور اسی کو کسر صلیب کے مترادف قرار دیا، وہی تو حقیقی مسلمان ہے ، اس کو آپ غیر مسلم کیسے ثابت کر سکیں گے۔آخر وہ عیسائیت کی ہزیمت سے اسلام کے سوا اور کس کی فتح ثابت کرنا چاہتا ہے؟ آپ کی مہربانی کہ آپ نے اس کے کام گنوا دیئے، کیونکہ اس کے بعد اس کے حقیقی اور سچے مسلمان ہونے کی اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

سہوًا یا عمدًا

لوگوں کو یہ بتانے کے لئے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ کے محرکات کیا تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''التبلیغ'' کا ایک حوالہ پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ عیسائی فساد برپا کر رہے ہیں اور لوگوں کو دین اسلامی سے روک رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتے اور آپ کی تحقیر کرتے ہیں اور ابن مریم کے مقام کو ناحق بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں تو اس کی غیرت نے غضب میں آ کر جوش مارا اور اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ مَیں تجھے عیسی ابن مریم بناتا ہوں۔

اس اقتباس کو پڑھتے وقت انہوں نے سہوًا یا عمدًا عیسائیوں کی طرف سے **''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے اور آپ کی تحقیر کرنے''** والا حصہ بیان نہیں کیا اور محض اسی بات کو بنیاد بنایا کہ مرزا صاحب نے چاہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مقام کچھ کم ہو اس لئے جذباتی ہو کر خود مسیحیت کا دعویٰ کر دیا۔

اگر پوری عبارت نقل کرتے تو ہر سننے، پڑھنے والے کے لئے حقیقت واضح ہو جاتی کہ آپ کو اس بات کا سب سے زیادہ درد تھا کہ کسی نبی کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا جوش تھا جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے عظیم مقام پر فائز فرمایا اور ''ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہ'' کے سرٹیفکیٹ سے نوازا۔

جماعت کو غیر مسلم کہنے کا اصل محرک

جہاں اس پروگرام میں متعدد مرتبہ احمدیت کو غیر مسلم ثابت کرنے کی کوشش کی گئی وہاں یہ عجیب بات بھی کی گئی کہ قرآن کریم کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کی تاویل کی۔ یہ بات انہوں نے اس طرح کی کہ جیسے عام مسلمانوں کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہیں اور انہی کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ان کا پورا ایمان ہے۔یہی نہیں بلکہ اس کے بعد انہوں نے بڑی وضاحت سے وہ بات کہہ دی جو ان پروگراموں کا اصل محرک سمجھی جا سکتی ہے۔انہوں نے کہا:

اگر مرزا صاحب مجدد ہیں تو اس اسلام کی ہی تجدید کیوں نہیں کرتے جو مسلمانوں کا اسلام ہے اور جسے ہم بھی جانتے ہیں۔یہ نیا اسلام کیوں پیش کرتے ہیں۔

تبصرہ

عیسائی چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بھی اسلام

کے نام پر دیگر مسلمانوں جیسے عقائد پیش کرے تا کہ ان پر اعتراض کر کے وہ یہ کہہ سکیں کہ یہ دین عالمی نہیں ہوسکتا، اور چونکہ احمدیت نے صحیح اسلام پیش کر کے عیسائیت کے تمام مزاعم کا ردّ پیش کیا ہے اس لئے وہ نہیں چاہتے کہ یہ آواز اسلام کی آواز شمار ہو۔ کیونکہ دیگر مسلمان قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ کے قائل ہیں، وہ غیر مسلمانوں کے قتل اور پرتشدد کارروائیوں پر یقین رکھتے ہیں، وہ رضاع الکبیر جیسی خرافات پر یقین رکھتے ہیں۔ ایسے امور کو ہوا دے کر عیسائیت اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرتی ہے کہ یہ دین کیسے درست دین ہوسکتا ہے۔ لیکن جب ان کی بات احمدیت کے ساتھ ہوتی ہے تو نہ صرف ان تمام امور کا مدلل اور مسکت جواب ملتا ہے بلکہ عیسائی مذہب کے عقائد اور بائبل کی تعلیمات کے بارہ میں ان کو ایسے سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ ایسی صورتحال میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم ثابت کرنے کی عیسائی کوشش کا حقیقی محرک بے نقاب ہوجاتا ہے۔

عرب احمدیوں کی پروگرام میں شرکت

پہلا پروگرام نصف سے زیادہ گزر چکا تھا جب مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے ٹیلی فون کے ذریعہ رابطہ کیا۔ اورادب واحترام کی زبان استعمال کرنے کی تلقین کے بعد یہ کہا کہ آپ کو چاہئے تھا کہ جماعت احمدیہ کے کسی فرد کو بلاتے اور اس سے سنتے کہ جماعت کے عقائد کیا ہیں اور مختلف امور کے بارہ میں کیا موقف ہے۔ اس پر میزبان نے نہ صرف اس پروگرام میں ان کو موقعہ دیا بلکہ اگلے پروگرام میں دوافراد کو شامل کرنے کا وعدہ کیا۔ گو اس پہلے پروگرام میں مکرم شریف صاحب نے بعض بہت اچھے جواب دیئے لیکن شریف صاحب کی آواز پورے پروگرام میں تاخیر سے ٹیلی کاسٹ ہوتی تھی جس کی بناء پر وہ جہاں چاہتے تھے اسے کاٹ دیتے تھے اور جواب مکمل ہونے سے قبل بولنا شروع کر دیتے تھے۔ لہذا اگلے پروگرام میں شرکت کے لئے بعض شروط لکھ کر ارسال کی گئیں جن کی بنا پر مکرم محمد شریف صاحب نے حیفا سے اور مکرم ہانی طاہر صاحب نے لندن سے بذریعہ فون اس پروگرام میں شرکت کی اور مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض سوالات اوران کے جوابات نقل کردیئے جائیں۔

میزبان: اگر آپ کے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں تو ہمارے ناظرین کو بتائیں کہ کس چیز میں وہ مسیح ناصری کے مشابہہ ہیں۔ خصوصًا اس لئے بھی یہ سوال اہم ہے کیونکہ مسیح نے تو جسمانی طور پر دوبارہ آنا ہے۔

شریف صاحب: یہ مسئلہ تو مسیح نے خود حل کر دیا تھا جب یہودیوں نے اس پر اعتراض کیا کہ تُو اس لئے سچا نہیں ہے کیونکہ مسیح کی آمد سے قبل تو ایلیا نے آسمان سے اترنا تھا جو ابھی اترا نہیں پھر کیسے مان لیں کہ مسیح ایلیا سے پہلے آ گیا ہے۔ مسیح علیہ السلام نے کہا کہ آنے والا ایلیا یہ یوحنا معمدان ہے چاہو تو مانو چاہو تو نہ مانو۔ یوں مسیح نے خود یہ مسئلہ حل کر دیا کہ کسی کے آسمان سے آنے سے مراد اس کے مشابہ شخص کا اسی دنیا میں پیدا ہونا ہے۔

سوال: اگر مرزا صاحب مسیح موعود ہیں تو کیا مسیح ناصری کی طرح معجزات لے کر آئے؟ انکے پاس تو کوئی معجزہ نہیں۔

شریف صاحب: وہ دین مردہ دین ہے جس میں معجزات نہیں۔ ہمیں صرف پرانے زمانے میں ہی معجزات نہیں دیئے گئے بلکہ ہم آج بھی ان کو دیکھ رہے ہیں۔ لیکن اگر مسیح نے معجزات اتنے دکھائے تھے تو یہود ایمان کیوں نہ لائے۔ پھر مسیح نے تو اس مسئلہ کا بھی حل دے دیا کہ معجزہ کون طلب کرتا ہے اور اس پر کس کی نظر ہوتی ہے۔ مسیح کہتا ہے کہ اس زمانے کے شریر اور فاسق لوگ معجزہ طلب کرتے ہیں۔

دوسرے پروگرام میں ہانی طاہر صاحب نے بھی شرکت کی اور یہ پروگرام ایک مناظرے کی شکل اختیار کرگیا۔ انہوں نے پچھلے پروگرام پر اپنے تبصرہ میں کہا:

مسلمان ہمیں کیا سمجھتے ہیں یا کیا کہتے ہیں اس سے آپ لوگوں کو کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے یہ ہمارا مسلمانوں کا داخلی معاملہ ہے۔ ہمارے اختلافات کے باوجود ہمارا قرآن ایک ہے اس کی آیات مسلم ہیں۔ آپ چاہیں تو میں آپ کے عیسائی فرقوں کا اختلاف بیان کرسکتا ہوں جو اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ آپ اپنی مقدس کتاب کے بارہ میں بھی اختلاف رکھتے ہیں بعض کے نزدیک اس کی کتابیں کم بعض کے نزدیک زیادہ ہیں۔ کم ازکم ہم میں یہ اختلاف تو نہیں ہے۔

عیسائی اعتراض: تمہارے مسیح موعود تو حد درجہ کے بیمار اور نہ جانے کون کونسی بیماریوں میں مبتلا تھے، وہ ہمارے مسیح ناصری کی طرح کیسے ہوسکتے ہیں جو لوگوں کو بیماریوں سے شفا دیتے تھے۔

جواب: انجیل میں ہے کہ تم عیب جوئی نہ کرو تا کہ تمہاری عیب جوئی نہ کی جائے کیونکہ جس طرح تم عیب جوئی کروگے اسی طرح تمہاری عیب جوئی کی جائے گی۔

صلیب پر لٹکائے جانے سے قبل یسوع نہایت حزین اور نہایت غم والم کی کیفیت سے گزر رہا تھا اور اپنے حواریوں سے کہتا تھا کہ میرے ساتھ رہو، اب آپ ہی بتائیں کہ جو شخص خود اپنے غم وحزن دور نہیں کرسکتا اس کے بارہ میں یہ کہنا کیسے جائز ٹھہرتا ہے کہ وہ دنیا کو غموں سے اور آلام سے نجات دینے آیا ہے۔

پھر آپ کی کتاب مقدس حضرت ایوب علیہ السلام کو ایسے رنگ میں پیش کرتی ہے کہ وہ سر سے لے کر پاؤں تک امراض میں مبتلا تھے اس پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں۔

پھر جسمانی امراض کے علاوہ مسیح کے نسب نامہ میں ایسے اشخاص موجود ہیں جو بائبل کے مطابق نہایت گری ہوئی روحانی بیماریوں میں مبتلا تھے۔ اس پر بھی آپ کو کوئی اعتراض نہیں۔

اس جواب کے بعد انہوں نے مسیح کی صلیب پر موت یا نجات کے بارہ میں بات کی اور واضح طور پر دفاعی حکمت عملی اختیار کی۔

پیلاطوس کی بیوی کا خواب

دوسرے پروگرام کے آخر میں انہوں نے اپنی طرف سے ایک ایسا نکتہ پیش کیا جو ان کے خیال میں سب سے مضبوط تھا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' کا حوالہ نقل کیا جس میں حضور نے فرمایا ہے کہ: ''اور اس کے ساتھ ایک اور آسمانی سبب یہ پیدا ہوا کہ جب پیلاطوس کچہری کی مسند پر بیٹھا تھا اس کی جورو نے اُسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ (یعنی اس کے قتل کرنے کے لئے سعی نہ کر) کیونکہ مَیں نے آج رات خواب میں اس کے سبب سے بہت تکلیف پائی۔ (دیکھو متی باب 27 آیت 19)۔ سو یہ فرشتہ جو خواب میں پیلاطوس کی جورو کو دکھایا گیا۔ اس سے ہم اور ہر ایک منصف یقینی طور پر یہ سمجھے گا کہ خدا کا ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ مسیح صلیب پر وفات پاوے۔''

اس کی طرف اشارہ کر کے انہوں نے کہا کہ پوری انجیل میں کہیں یہ دکھادیں کہ پیلاطوس کی بیوی کو خواب میں فرشتہ نے آ کر کہا ہو۔ بلکہ یہ عام خواب تھی جس کا خدا تعالیٰ یا فرشتہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ لہذا ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے اپنی کہانی کو سچا ثابت کرنے کے لئے فرشتہ کے لفظ کا اضافہ کیا ورپھر اس کو خدائی منصوبہ قرار دے دیا۔

گو کہ پروگرام میں اس اعتراض کا عام منطقی جواب دیا گیا۔ لیکن وہ اسی بات پر قائم رہے کہ اناجیل سے فرشتہ کا لفظ نکال کر دکھائیں۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ صلیب سے بچانا الٰہی منصوبہ نہ تھا بلکہ صلیب پر مارنا ہی الٰہی منصوبہ تھا اس لئے ایسا رؤیا جس کا نتیجہ صلیب سے بچانے کی صورت میں نکل سکتا ہے وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا لہذا اس رؤیا کو فرشتہ کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ اور اناجیل میں فرشتہ کا لفظ بھی نہیں آیا لہذا یہ مرزا صاحب نے خود کہانی بنائی ہے۔

یہ پروگرام تو ختم ہوگیا بعد میں اس عیسائی چینل نے اپنی ویب سائیٹ پر اس پروگرام کی ویڈیو اور پورا ٹیکسٹ بھی لکھ کر ڈال دیا۔ یہ دونوں پروگرام آج تک اس ایڈریس پر موجود ہیں:

http://(islamexplained.com/DNN
ArticleView/tabid/104/
http://islam)rticleId/194/062.aspx
explained.com/DNNArticle
(View/tabid/104/ArticleId/195/063.aspx

ان عیسائی پروگراموں کے بعد ہونے والے الحوار المباشر میں ان کے جملہ اعتراضات کو اکٹھا کر کے تفصیلی جواب دیا گیا۔ ان میں پیلاطوس کی بیوی کے رؤیا سے متعلق اعتراض کا بھی ردّ شامل تھا۔ اس بارہ میں ہماری کوشش تھی کہ عیسائی مصادر سے کوئی ایسا حوالہ مل جائے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو تو عیسائیوں پر حجت ہوسکتی ہے کیونکہ عام منطقی اور عقلی بات کو وہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس سلسلہ میں تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ خاکسار نے انٹرنیٹ پر مختلف عیسائی ویب سائٹس پر تحقیق کی تو پروگرام کے شروع ہونے سے قبل ایک حوالہ مل گیا۔ لیکن مکمل تحقیق کے بغیر اسے پروگرام میں پیش نہیں کیا جاسکتا تھا لہذا دورانِ پروگرام ہی اس حوالہ کے بارہ میں تحقیق جاری رہی حتی کہ مذکورہ سوال کے جواب کے وقت بفضلہٖ تعالیٰ سب کچھ واضح ہوگیا۔ اور جب اس سوال کے جواب میں یہ حوالہ پیش کیا گیا تو سب شرکاء کو بھی ایک عجیب خوشی اور خوشگوار حیرت ہوئی کیونکہ ہم اسی قسم کے حوالے کی تلاش میں تھے اور اس کے مل جانے کی کسی کو خبر نہ تھی۔ ازاں بعد اسی پروگرام میں اور اگلے دن دوبارہ اسی حوالے کو متعدد بار پیش کیا گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

قارئین کرام کی دلچسپی اور ریکارڈ کی خاطر یہ حوالہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

اسکندریہ مصر کے ''شہید مارجرجس'' نامی چرچ کے پادری ''تادرس یعقوب ملطی'' نے بائیبل کی تفسیر جمع کی ہے جس کی بناء پرانے قدیسوں کی تفاسیر پر ہے۔ اس تفسیر کی ویب سائٹ کا صفحہ کھولتے ہی پہلا جملہ جو لکھا ہوا نظر آتا ہے یہ ہے کہ تفاسیر کا یہ نہایت اہم سیکشن ہے جس میں بہت سے غلط خیالات اور غلط تفسیرات کا ردّ ہوجاتا ہے۔

اس تفسیر میں جب ہم انجیل متی باب 27 کے اس حصہ کی تفسیر دیکھتے ہیں جہاں پیلاطوس کی بیوی کے رؤیا کا ذکر ہے تو یہ کلمات ملتے ہیں:

وإذ أراد الله أن يرشده حدّثه خلال زوجته في حُلم، فأرسلت تقول له: إياک وذلک البار، لأني تألمت اليوم کثيرا في حلم من أجله۔ کان ذلک درسا ليس لبيلاطس وحده وإنما لرؤساء الکهنة والشيوخ لکي يروا ويسمعوا غريب الجنس بيلاطس يعلن براءة السيد بغسل يديه قدّام الجميع وهو يقول: إني بريء من دم هذا البار۔

(http://st-takla.org/pub_ Bible-Interpretations/Holy-Bible-Tafsir-02-New-Testament/Father-Tadros-Yacoub-Malaty /01-Engeel-Matta/Tafseer - Engil- Mata __01-Chapter-27.html)

اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے پیلاطوس کی راہنمائی کرنے کا ارادہ کیا لہذا اس کی بیوی کی خواب کے ذریعہ سے اس تک اپنی بات پہنچائی، چنانچہ اس کی بیوی نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بہت دکھ اٹھایا ہے۔ اس میں نہ صرف پیلاطوس بلکہ تمام سردار کاہنوں اور بزرگوں کے لئے بھی ایک درس تھا تا کہ وہ دیکھیں اور سنیں کہ ایک غیر قوم کا آدمی پیلاطوس لوگوں کے روبرو ہاتھ دھو کر مسیح کی براءت کا اعلان کر رہا ہے کہ میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں۔

اس حوالہ کے مطابق یہ خواب خدا کی طرف سے تھی بلکہ یہ پیلاطوس کے لئے خدا کا پیغام تھا۔ اور پیلاطوس کا ہاتھ دھو کر مسیح کی براءت کا اعلان کرنا اسی پیغام کی وجہ سے تھا۔ اب اس تفسیر کے مطابق جو عیسائیت کے اوائل علماء کی تفسیر کہلاتی ہے عیسائی خود فیصلہ کرلیں کہ کیا خدا نے خود آ کر پیلاطوس کی بیوی سے بات کی تھی یا کوئی فرشتہ آیا تھا۔

عیسائی معترضین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ قول کی صداقت کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل چاہئے؟!

(باقی آئندہ)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

خطبہ جمعہ

میرے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہلکی سی بھی کوشش کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کہ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِ یْنَ۔ (یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں) کی گرفت میں آ جائے گا اور اپنی دنیا و آخرت برباد کر لے گا۔

ہمارا کام جو ہمیں ضرور ہی کرنا چاہئے، وہ یہی ہے کہ یہ دجل اور افتراء جس کے ذریعہ سے قوموں کو اسلام کی نسبت بدظن کیا گیا ہے، اُس کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔ یہ کام سب کاموں پر مقدم ہے

سچی ہمدردی اسلام کی اور سچی محبت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی میں ہے کہ ہم ان افتراؤں سے اپنے مولیٰ و سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دامن پاک ثابت کر کے دکھلائیں۔

ہم زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر، جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے، ناپاک حملے کرتے ہیں۔

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کے لئے عملی غیرت کے شاندار نمونوں اور ناموس رسولؐ کے قیام کے لئے جلیل القدر مساعی کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 21رجنوری 2011ء بمطابق 21رصلح 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

آج کل پریس اور دوسرا الیکٹرونک میڈیا، انٹرنیٹ وغیرہ جو ہے، اس پر مسلم اور غیر مسلم دنیا میں ایک موضوع بڑی شدت سے موضوعِ بحث بنا ہوا ہے اور یہ ہے ناموسِ رسالت کی پاسداری یا توہینِ رسالت کا قانون۔ ایک سچے مسلمان کے لئے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اس کے لئے سخت بے چینی کا باعث ہے کہ کسی بھی رسول کی، کسی بھی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی اہانت کی جائے اور اس کی ناموس پر کوئی حملہ کیا جائے۔ اور جب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا سوال ہو جنہیں خدا تعالیٰ نے افضل الرسل فرمایا ہے تو ایک حقیقی مسلمان بے چین ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی گردن تو کٹوا سکتا ہے، اپنے بچوں کو اپنے سامنے قتل ہوتے ہوئے تو دیکھ سکتا ہے، اپنے مال کو لٹتے ہوئے دیکھ سکتا ہے لیکن اپنے آقا و مولیٰ کی توہین تو ایک طرف، کوئی ہلکا سا ایسا لفظ بھی نہیں سن سکتا جس میں سے کسی قسم کی بے ادبی کا ہلکا سا بھی شائبہ ہو۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا مسلم دنیا میں، خاص طور پر پاکستان میں بعض حالات کی وجہ سے یہ موضوع بڑا نازک موڑ اختیار کر گیا ہے اور اس وجہ سے دنیا کی نظریں آج کل پاکستان پر گڑی ہوئی ہیں۔ علاوہ اور بہت ساری وجوہات کے یہ ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ اور مغربی ممالک کے بعض سربراہان بھی اور پوپ بھی اس حوالے سے پاکستان کی حکومت سے مطالبات کر رہے ہیں۔ آج کل یہ مغربی یا ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک پریس میں مسلمانوں کو اور اسلام کو ایک بھیانک، شدت پسند، عدمِ برداشت سے پُر گروہ اور مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں اور دنیا میں پاکستان، افغانستان یا بعض اور مسلم ممالک کی مثالیں اس حوالے سے بہت زیادہ دی جانے لگی ہیں۔ بہرحال مَیں اس وقت اس بحث میں نہیں پڑ رہا کہ ناموسِ رسالت کے قانون کی مسلمانوں کے نزدیک کتنی اہمیت ہے؟ اور اس کی کیا قانونی شکل ہونی چاہئے؟ یا اس حوالے سے غیر مسلم دنیا کیا فوائد حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے؟ اور بعض حالات میں مسلمانوں کے جذبات سے کھیل رہی ہے۔

مَیں تو آج صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہلکی سی بھی کوشش کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کہ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَهْزِءِ یْنَ (الحجر: 96)۔ یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں، کی گرفت میں آ جائے گا اور اپنی دنیا و آخرت برباد کر لے گا۔ میرے آقائے دو جہانؐ کا مقام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت و مرتبے کی ہر آن اس طرح حفاظت فرما رہا ہے کہ جس تک دنیا والوں کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے، آپؐ کی عزت کو ہر لمحہ بلند تر کرتے چلے جانے کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یوں فرمایا ہے۔ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (الاحزاب: 57) کہ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ پس یہ ہے وہ مقام جو صرف اور صرف آپؐ کو ملا ہے۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو کسی اَور نبی کی شان میں استعمال نہیں ہوئے۔ اور اس مقام کو اس زمانے میں سب سے زیادہ آنحضرتؐ کے عاشقِ صادق نے سمجھا ہے اور ہمیں بتایا ہے۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپ نے ہر قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57)۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر"۔

فرمایا کہ: "اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف تحدید سے بیروں تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح میں وہ صدق و صفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درود بھیجیں"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 23-24 مطبوعہ ربوہ)

پس آج یہ صدق ووفا ہے جس کا اُسوہ ہمارے سامنے آنحضرتؐ نے قائم فرمایا ہے۔ یہ صدق و وفا کا تعلق آنحضرت ﷺ نے کس سے دکھایا؟ یہ تعلق اپنے پیدا کرنے والے خدا سے دکھایا۔ پس اگر ہم نے آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنی ہے اور آپؐ کی اُمّت کے ان افراد میں شامل ہونا ہے جو مومن ہونے کا حقیقی حق ادا کرنے والے ہیں تو پھر ہمیں صدق ووفا کے ساتھ اُن باتوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جن کا حکم ہمیں خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ اپنی زبانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے تر رکھنا ہے تا کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پاسکیں، تا کہ ہم اُن برکتوں سے فیض پاسکیں جو اللہ تعالیٰ کے اس پیارے نبی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف تمام حدود وقیود سے باہر تھی۔ اس لئے آپؐ کو یہ مقام ملا کہ اللہ اور اس کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اس لئے مومنوں کو بھی حکم ہے کہ درود بھیجیں اور درود بھیجتے ہوئے اُن احسانات کو سامنے رکھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کئے۔ ہمیں ایک ایسے دین سے آگاہ کیا جو خدا تعالیٰ سے ملانے والا ہے۔ ہمارے سامنے وہ اخلاق رکھے جو خدا تعالیٰ کو پسند ہیں۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی غیرت اور توحید کے قیام کے لئے نمونے قائم کئے تو عبدِ کامل بن کر عبادتوں کے حق بھی ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کا اعلیٰ نمونہ ہمارے سامنے قائم فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر کا بے مثال اسوہ بھی ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو ہر حالت میں سچائی پر چلنے، امانت ودیانت کا حق ادا کرنے، اپنے عہدوں کو پورا کرنے، رحمی رشتوں کا پاس کرنے، مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور اُن سے محبت اور شفقت کا سلوک کرنے، صبر اور حوصلہ دکھانے، عفو کا سلوک کرنے، عاجزی اور انکساری دکھانے اور ہر حالت میں خدا تعالیٰ پر توکل کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے علاوہ بہت سارے احکامات ہیں تو اس کی اعلیٰ ترین مثالیں بھی آپؐ نے ہمارے سامنے قائم فرمائیں۔ پس مومن کا یہ فرض ہے کہ جب اپنے سید ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے تو ان نمونوں کو قائم کرنے کی کوشش کرے، تب اُس صدق ووفا کا اظہار ہوگا جو ایک مومن اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہے۔ اور پھر آپ کے واسطے سے خدا تعالیٰ سے صدق ووفا کا یہ تعلق ہے۔ اور جب یہ ہوگا تو پھر ہی آنحضرتؐ پر بھیجا جانے والا درود، وہ درود کہلائے گا جو شکر گزاری کے طور پر ہوگا۔

یہ ہے ایک مومن کا آنحضرتؐ سے عشق ووفا کا تعلق۔ یہ ہے آنحضرتؐ کی ناموسِ رسالت کہ غیر کا منہ بند کرنے کے لئے ہم اسوۂ رسولؐ پر عمل کرنے کی کوشش کریں، نہ کہ اپنے ذاتی مفاد حاصل کرنے کے لئے انصاف کی دھجیاں اڑائیں اور غیر کو اپنے اوپر انگلی اٹھانے کا موقع دیں۔ اور صرف اپنے اوپر ہی نہیں بلکہ اپنے عملوں کی وجہ سے اپنے پیارے آقا سید المعصومینؐ کے متعلق دشمن کو بیہودہ گوئی یا کسی بھی قسم کے ادب سے گرے ہوئے الفاظ کہنے کا موقع دیں۔ اگر مخالفینِ اسلام کو ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ بھی کہنے کا موقع ملتا ہے تو ہم بھی گناہگار ہوں گے۔ ہماری بھی جواب طلبی ہوگی کہ تمہارے فلاں عمل نے دشمن کو یہ کہنے کی جرأت دی ہے۔ کیا تم نے یہی سمجھا تھا کہ صرف تمہارے کھوکھلے نعروں اور بے عملی کے نعروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کا اظہار ہو جائے گا یا تم پیار کا اظہار کرنے والے بن سکتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو عمل چاہتا ہے۔ پس مسلمانوں کے لئے یہ بہت بڑا خوف کا مقام ہے۔ باقی جہاں تک دشمن کے بغضوں، کینوں اور اس وجہ سے میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی بھی قسم کی دریدہ دہنی کا تعلق ہے، استہزاء کا تعلق ہے اُس کا اظہار، جیسا مَیں نے بتایا، اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر فرما دیا ہے کہ ان لوگوں کے لئے مَیں کافی ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے وہ روشنی دکھائی ہے کہ جس کے لئے ایک احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا بھی شکرگزار ہے اور ہونا چاہئے۔ اگر آپ ہمیں صحیح راستہ نہ دکھاتے تو ہمارا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کا اظہار صرف ظاہری قانونوں اور جلسے جلوسوں تک ہی ہوتا۔ اس درود میں جب ہم آلِ محمدؐ کہتے ہیں تو آنحضرتؐ کے پیارے مہدی کا تصور بھی ابھرنا چاہئے جس نے اس زمانے میں ہماری رہنمائی فرمائی۔

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعض تحریرات پیش کرتا ہوں جس سے ظاہر ہوگا کہ آنحضرتؐ کے اعلیٰ ترین مقام کو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے سمجھا ہے اور دیکھا ہے، وہ کیا ہے؟ یقیناً یہ آپ ہی کا حصہ ہے جو اس سے ہمیں آگاہی فرمائی۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائکہ میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید ومولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں‘‘ (اس اسوہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں) ’’اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی، امی، صادق، مصدوق، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی‘‘۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن۔ جلد5۔صفحہ160تا161)

پھر اس عاشقِ صادق کے عشقِ رسول میں فنا ہونے اور دلی جذبات کے اظہار کا ایک اور نمونہ بھی دیکھیں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اُس کو دُنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین وآخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مُرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذُرّیّتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے؟ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اُس کے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دُھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم مُنوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں‘‘۔

(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد22۔صفحہ118-119)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی‘‘۔

(سراج منیر۔ روحانی خزائن۔ جلد12۔صفحہ82)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کُل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے، سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، ہرگز نہ کر سکتے۔ اُن میں وہ دل اور وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ مَیں نبیوں کی عزّت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔ لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کُل انبیاء پر میرے ایمان کا جزوِ اعظم ہے اور میرے رگ وریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے‘‘۔ (ملفوظات۔جلد اول۔ صفحہ 420۔مطبوعہ ربوہ)

آپ فرماتے ہیں:

’’نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی۔ بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اُس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے‘‘۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن۔ جلد19۔صفحہ13-14)

پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ ہمیش کی زندگی کی تعریف کرتے ہوئے کہ آپؐ کی یہ زندگی کس طرح کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں۔ اگر خدا کا کلام قرآنِ شریف مانع نہ ہوتا‘‘، (یعنی اس کی وجہ سے کوئی روک نہ ہوتی) ’’تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسمِ عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے۔ اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے

ذریعہ سے زندہ خدامل جاتا ہے۔ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اُس سے اور اُس کے دین سے اور اُس کے محبّ سے محبت کرتا ہے۔اور یادرہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اُس کا مقام برتر ہے۔لیکن یہ جسمِ عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے"۔ (حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد 22۔صفحہ 119-118 حاشیہ)

پس اگر کوئی انصاف کی نظر سے دیکھے تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرتؐ کے مقام کو پہچانا ہے، کوئی بھی نہیں پہچان سکتا۔اور آپ ہی وہ مردِ مجاہد تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے کی صورت میں سب سے پہلے مؤثر آواز بلند کی۔

1897ء میں جب پادریوں کی طرف سے مشن پریس گوجرانوالہ میں اسلام کے ردّ میں ایک کتاب شائع ہوئی اور اس میں آنحضرتؐ کی ذات کے بارہ میں انتہائی دریدہ دہنی کی گئی اور مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی اور پھر مسلمانوں کا دل دکھانے کے لئے ایک ہزار کاپی اس کتاب کی علماء اور مسلمان لیڈروں کو مفت تقسیم کی گئی اور ایک کاپی اس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بھیجی گئی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار دیا اور حکومت کو توجہ دلائی کہ گو قانون بے شک یہ کہہ دے کہ تمہیں بھی اجازت ہے اور یہ کتاب لکھنا توہین اور ہتک کے زمرہ میں نہیں آتا، تم لوگ بھی لکھ سکتے ہو۔لیکن فرمایا کہ مسلمان تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور نبی کے بارے میں اس طرح کی لغویات نہیں لکھ سکتے، بیہودہ گوئی نہیں کر سکتے۔آپ نے حکومت کو مشورہ دیا کہ گورنمنٹ ایسا قانون بنائے کہ جس میں ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے فریق پر گند اچھالنے کی اجازت نہ ہو۔اور یہی طریقِ کار ہے جس سے امن امان اور بھائی چارہ قائم ہو سکتا ہے۔اس کے علاوہ اور کوئی بہترین طریق نہیں ہے۔آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کی حفاظت اور مخالفین کے آپؐ کی ذات پر اور اسلام پر حملے کے خلاف ایک جوش تھا، اور ہر موقع پر آپ اس کے دفاع کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔درد سے مسلمانوں کو بھی سمجھایا کہ کس طرح ہم دشمنوں کے حملے کو پسپا کر سکتے ہیں؟ کیا طریقِ کار تم مسلمانوں کو بھی اختیار کرنا چاہئے۔قطع نظر اس کے کہ تم کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی حفاظت ایک ایسا اہم کام ہے جس کے لئے تمام مسلمانوں کو اکٹھے ہو جانا چاہئے۔آپ فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے مخالفوں نے" (یعنی اسلام کے مخالفوں نے) "ہزاروں اعتراض کر کے یہ ارادہ کیا ہے کہ اسلام کے نورانی اور خوبصورت چہرہ کو بدشکل اور مکروہ ظاہر کریں۔ایسا ہی ہماری تمام کوششیں اسی کام کے لئے ہونی چاہئیں کہ اس پاک دین کی کمال درجہ کی خوبصورتی اور بے عیب اور معصوم ہونا بپایۂ ثبوت پہنچا دیں۔یقیناً سمجھو کہ گمراہوں کی حقیقی اور واقعی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ہم جھوٹے اور ذلیل اعتراضات کی غلطیوں پر ان کو مطلع کریں اور اُن کو دکھلا دیں کہ اسلام کا چہرہ کیسا نورانی، کیسا مبارک اور کیسا ہر ایک داغ سے پاک ہے؟ ہمارا کام جو ہمیں ضرور ہی کرنا چاہئے، وہ یہی ہے کہ یہ دجل اور افترا جس کے ذریعہ سے قوموں کو اسلام کی نسبت بدظن کیا گیا ہے، اُس کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔یہ کام سب کاموں پر مقدم ہے۔جس میں اگر ہم غفلت کریں تو خدا اور رسول کے گنہگار ہوں گے۔سچی ہمدردی اسلام کی اور سچی محبت رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اسی میں ہے کہ ہم ان افتراؤں سے اپنے مولیٰ وسیّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دامن پاک ثابت کر کے دکھلائیں۔اور وسواسی دلوں کو یہ ایک نیا موقع وسوسہ کا نہ دیں کہ گویا ہم تحکّم سے حملہ کرنے والوں کو روکنا چاہتے ہیں اور جواب لکھنے سے کنارہ کش ہیں۔ہر ایک شخص اپنی رائے اور خیال کی پیروی کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ہمارے دل کو اسی امر کے لئے کھولا ہے کہ اس وقت اور اس زمانے میں اسلام کی حقیقی تائید اسی میں ہے کہ ہم اس تخمِ بدنامی کو جو بویا گیا ہے اور اُن اعتراضات کو جو یورپ اور ایشیا میں پھیلائے گئے ہیں جڑ سے اکھاڑ کر اسلامی خوبیوں کے انوار اور برکات اس قدر غیر قوموں کو دکھلاویں کہ اُن کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں اور اُن کے دل ان مفتریوں سے بیزار ہو جائیں جنہوں نے دھوکہ دے کر ایسے مُزخرفات شائع کئے ہیں" (یعنی جھوٹی باتیں شائع کی ہیں)۔" اور ہمیں اُن لوگوں کے خیالات پر نہایت افسوس ہے جو باوجودیکہ وہ دیکھتے ہیں کہ کس قدر زہریلے اعتراضات پھیلائے جاتے اور عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے، پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ان اعتراضات کے ردّ کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں، صرف مقدمات اٹھانا اور گورنمنٹ میں میموریل بھیجنا کافی ہے"۔

(البلاغ، فریادِ درد۔ روحانی خزائن۔جلد 13۔ صفحہ 383-382)

صرف اتنی سی بات کافی نہیں کہ کسی کو پکڑ لیا یا مقدمہ بنا دیا یا میموریل بھیج دیا بلکہ ایک عملی کوشش اور مسلسل کوشش اور مستقل کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔پس یہ ہے اصل درد کہ اٹھو اور الزامات کو ردّ کرنے کے لئے مسلسل کوشش کرتے چلے جاؤ اور اپنے عملوں کو حقیقی مسلمان کا عمل بناؤ نہ کہ صرف میموریل بھیج کر یا جلوس نکال کر یا چند دن شور مچا کر پھر بیٹھ جاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے کیا جذبات رکھتے تھے، اس کا اندازہ ان اقتباسات سے ہو سکتا ہے جو مَیں پیش کرنے لگا ہوں۔آپ فرماتے ہیں کہ:

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجنابؐ پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں، اُن سے ہم کیونکر صلح کریں۔مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے، ناپاک حملے کرتے ہیں۔خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے"۔ (پیغام صلح۔ روحانی خزائن۔ جلد23۔صفحہ459)

پھر مخالفین کے الزامات کا ایک جگہ ذکر کرتے ہوئے اور غیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسولِ پاکؐ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔اُن کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسولِ اکرمؐ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔پس اے میرے آسمانی آقا! تُو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلا سے نجات بخش"۔

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن۔ جلد5۔صفحہ15 از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے از سیرت طیبہ صفحہ 42-41)

آج بھی بعض اسلام مخالف جو عیسائی پادری ہیں وہ اسلام پر گندے الزامات لگانے سے بعض نہیں آتے۔گزشتہ دنوں امریکہ کے جس پادری نے قرآنِ کریم جلانے کا اعلان کیا تھا آج بھی وہ وہی خیالات رکھتا ہے، خیالات اس کے ختم نہیں ہو گئے۔اس کے یہاں انگلستان میں آنے کا پروگرام تھا۔گزشتہ دنوں اس کا اعلان بھی ہوا تھا۔کسی گروپ نے یا شاید پارلیمنٹ نے اس کو بلوایا تھا۔بہرحال کل کی خبر تھی کہ برطانیہ کی حکومت نے اس بات پر پابندی لگا دی ہے کہ ہمارے ہاں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں اور ہم کسی قسم کا فساد ملک میں نہیں چاہتے۔اور یہ ہم برداشت بھی نہیں کر سکتے، اس لئے تمہیں یہاں آنے کی اجازت نہیں ہے۔یہ حکومتِ برطانیہ کا بڑا مستحسن قدم ہے۔خدا تعالیٰ آئندہ بھی ان کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور باقی دنیا کی حکومتیں بھی اس سے سبق سیکھیں تا کہ دنیا میں فتنہ و فساد ختم ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی مختلف موقعوں پر عملی غیرت کا اظہار کس طرح فرمایا۔ اس کے ایک دو واقعات پیش کرتا ہوں۔

لیکھرام کا واقعہ تو ہر ایک کے علم میں ہے کہ کس طرح آپ نے اس میں غیرت کا مظاہرہ فرمایا۔ سٹیشن پر آپ وضو فرما رہے تھے تو وہ آیا اور اس نے سلام کیا۔آپ نے توجہ نہ دی اور وضو کرتے رہے۔وہ سمجھا کہ شاید سلام سنا نہیں۔دوسری طرف سے آیا اور سلام کیا۔پھر بھی آپ نے جواب نہیں دیا اور چلا گیا۔ وضو کرنے کے بعد کسی نے کہا کہ لیکھرام آیا تھا اور سلام عرض کرتا تھا۔آپ نے فرمایا کہ ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے؟ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد1حصہ اول صفحہ254 روایت نمبر 281 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یہ تھی غیرت جو آپ نے دکھائی اور یہ غیرت کا مظاہرہ ہے جو ہر مسلمان کو کرنا چاہئے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ایک واقعہ لکھتے ہیں۔کہتے ہیں ڈاکٹر پادری وائٹ بریخٹ کو 1925ء میں لندن میں ملا (جو آج کل یعنی اُن دنوں میں ڈاکٹر سٹانسٹن کہلاتے تھے۔یہ لفظ اُردو میں انہوں نے لکھا ہے اس لئے ہو سکتا ہے غلطی ہو۔بہرحال) پادری صاحب بٹالہ میں مشنری رہے ہیں اور حضرت صاحب سے بھی ان کی ملاقات ہوئی۔کہتے ہیں پادری فتح مسیح صاحب سے بٹالہ میں ایک مباحثہ الہام کے متعلق تھا اُس میں بھی ان انگریز پادری صاحب کا دخل تھا۔غرض سلسلے کی تاریخ میں ان کا کچھ تعلق ہے اور اس وجہ سے مجھے شوق پیدا ہوا کہ مَیں اس پادری کو ملوں۔اس انگریز کو پھر مَیں لندن میں جا کے ملا۔تو کہتے ہیں کہ گفتگو کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے بارہ میں سوالات کے جواب میں بعض واقعات بیان ہو رہے تھے وہ سن کر ایک موقع پر وہ پادری صاحب کہنے لگے کہ مَیں نے ایک بات مرزا صاحب میں یہ دیکھی جو مجھے پسند نہیں تھی کہ وہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا جاتا تو ناراض ہو جاتے تھے اور ان کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔یعنی ایسا اعتراض جو نازیبا الفاظ میں کیا جاتا ہو۔باقی اعتراض تو کرتے ہی ہیں جب بحث ہو رہی ہوتی ہے۔جہاں کوئی حدّ ادب سے باہر نکلتے تھے تو آپؐ فوراً غصہ میں آتے اور چہرہ متغیر ہو جاتا۔تو عرفانی صاحب کہتے ہیں، مَیں نے پادری صاحب کو کہا کہ جو بات آپ کو ناپسند ہے اُسی پر مَیں قربان ہوں۔کیونکہ اس سے حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے ایک پہلو پر ایسی

روشنی پڑتی ہے کہ وہ آپ کی ایمانی غیرت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عشق اور فدائیت کو نمایاں کر دیتی ہے۔ آپ کے نزدیک شاید یہ عیب ہو مگر مَیں تو اسے اعلیٰ درجہ کا اخلاق یقین کرتا ہوں اور آپ کے منہ سے سن کر حضرت مرزا صاحب کی محبت اور آپ کے ساتھ عقیدت میں مجھے اور بھی ترقی ہوئی ہے۔

غرض آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا عشق تھا اور برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرے۔

(ماخوذ از حیاتِ احمد از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ۔ جلد اول صفحہ 266-265 جدید ایڈیشن)

تو یہ ہے غیرتِ رسول کا ایسا اظہار کہ جس سے دوسرے کو خود ہی احساس ہو جائے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں حدّ ادب کے اندر رہتے ہوئے بات کرنی ہے۔

غرض کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عمل سے بھی اور اپنی تحریر و تقریر سے بھی دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ حقیقی عشقِ رسول اور غیرتِ رسول کیا ہے؟ اور پھر اپنی جماعت میں بھی یہی روح پھونکی۔ یہ غیرتِ رسول دکھاؤ، لیکن قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے۔ ہر کارروائی کرو لیکن قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے۔ چنانچہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک دل آزار کتاب ایک آریہ نے لکھی اور پھر ورتمان جو رسالہ تھا اس میں بعد میں ایک مضمون بھی شائع کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کے ردّ کے لئے ہر قسم کی کوشش کی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی نصیحت فرمائی کہ ''مسلمان کو چاہئے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو بچانے کے لئے غیرت دکھائیں مگر ساتھ ہی یہ بھی دکھا دیں کہ ہر ایک مسلمان اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے اور اس سے مغلوب نہیں ہوتا۔ جب مسلمان یہ دکھا دیں گے تو دنیا ان کے مقابلے سے خود بخود بھاگ جائے گی''۔

(الفضل 5جولائی 1927ء صفحہ7 بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 5صفحہ41)

اسی دوران آپ نے ایک پوسٹر بھی شائع کروایا۔ اس کے الفاظ دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ کس قدر غیرت کا مظاہرہ آپ نے فرمایا اور مسلمانوں کو بھی غیرت دکھانے پر آمادہ کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراضات ہو رہے تھے تو آپ نے اس میں فرمایا کہ '' کیا اس سے زیادہ اسلام کے لئے کوئی اور مصیبت کا دن آ سکتا ہے؟ کیا اس سے زیادہ ہماری بیکسی کوئی اور صورت اختیار کر سکتی ہے؟ کیا ہمارے ہمسایوں کو یہ معلوم نہیں کہ ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی واَھلی کو اپنی ساری جان اور سارے دل سے پیار کرتے ہیں اور ہمارے جسم کا ذرّہ ذرّہ اس پاکبازوں کے سردار کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے۔ اگر وہ اس امر سے واقف ہیں تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے اور ہمارے سینوں کو چھیدا جائے اور ہماری ذلت اور بے بسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے اور ہم پر ظاہر کیا جائے کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی ہوئی جوتی کی ہوتی ہے۔ لیکن مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور راستہ نہیں ملتا؟۔ ہماری جانیں حاضر ہیں۔ ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں۔ جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے لیں لیکن خدارا نبیوں کے سردار کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم بھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور مَیں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درندوں اور بَن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ان لوگوں سے ہرگز صلح نہیں ہو سکتی جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے ہیں۔ بے شک وہ قانون کی پناہ میں جو کچھ چاہیں کر لیں اور پنجاب ہائی کورٹ کے تازہ فیصلے کی آڑ میں (اس وقت فیصلہ ہوا تھا جو مسلمانوں کے خلاف ہوا تھا) جس قدر چاہیں ہمارے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے لیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ گورنمنٹ کے قانون سے بالا اَور قانون بھی ہے اور وہ خدا کا بنایا ہوا قانونِ فطرت ہے۔ وہ اپنی طاقت کی بِنا پر گورنمنٹ کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہیں لیکن قانونِ قدرت کی زد سے نہیں بچ سکتے۔ اور قانونِ قدرت کا یہ اٹل اصل پورا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس کی ذات سے ہمیں محبت ہوتی ہے اس کو برا بھلا کہنے کے بعد کوئی شخص ہم سے محبت اور صلح کی توقع نہیں رکھ سکتا''۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 597 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اس وقت جب یہ ہوا اور پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں قانون میں تبدیلی بھی ہوئی اور یہ قانون پاس ہوا کہ جو انبیاء ہیں اور جو کسی بھی مذہب کے فرقے کے سربراہ ہیں ان کو برا بھلا نہیں کہا جا سکتا۔ اب آگے چلیں۔ احمدیوں کی تاریخ میں آج سے بیس سال یا پچیس سال پہلے بدنامِ زمانہ سلمان رشدی نے جو اپنی مکروہ کتاب لکھی تھی تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خود بھی خطبوں میں اس کا جواب دیا اور پھر کتابی شکل میں بھی جواب لکھوایا گیا جو انگریزی میں چھپا، جس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔ اس کے اردو ترجمہ کا نام ''سلمان رشدی بھوتوں کے آسیب میں'' ہے۔

2005ء میں جب ڈنمارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیہودہ تصاویر بنائی گئیں تو ڈنمارک مشن نے بھی اور مَیں نے بھی خطبات کے ذریعہ اس کا جواب دیا۔ قانون کے اندر رہتے ہوئے کارروائیاں بھی کیں۔ ہالینڈ کے ممبر آف پارلیمنٹ کی طرف سے قرآنِ کریم پر حملہ ہوا، اسلام پر حملہ ہوا تو ان کے جوابات دیئے گئے۔ تو قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے غیرت کا مظاہرہ ہے جو ایک حقیقی مسلمان کا سرمایہ ہے۔ قانون سے باہر نکل کر ہم جو بھی عمل کریں گے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صدق و وفا کا تعلق نہیں ہے۔

لیکن اصل چیز جو اس صدق و وفا کے تعلق کو جاری رکھنے والی ہے وہ آپؐ کا پیغام ہے۔ اگر مسلمان اس پیغام کی حقیقت کو سمجھتے ہوں، اس خوبصورت پیغام کے پہنچانے کا حق ادا کرنے والے بن جائیں تو آج یہ حالات نہ ہوں۔ اگر وہ حقیقت میں اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کر رہے ہوتے تو دشمن کا منہ خود بخود بند ہو جاتا۔ اور اگر مسلمانوں میں سے چند مفاد پرست قانون کی آڑ میں ناجائز فائدہ اٹھانے والے ہوتے بھی یا فائدہ اٹھانے کی کوشش بھی کرتے تو قانون ان کو مجرم بنا کر اس مفاد پرستی کی جڑ اکھیڑ دیتا۔ لیکن یہ سب کام تقویٰ کے ہیں۔

پس مسلمان اگر ناموسِ رسالت کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں تو اس تقویٰ کو تلاش کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں غیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات بھرے پڑے ہیں۔ ایک خطبہ میں تو ان کا ذکر نہیں ہو سکتا۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ چند خطبوں میں بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ہر قسم کے اعتراضوں اور استہزاء سے پاک کرنا ہے تو کسی قانون سے نہیں بلکہ دنیا کو آنحضرتؐ کے جھنڈے تلے لا کر کرنا ہے۔ کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے فساد اس وقت ختم ہوں گے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کریں گے اور دنیا کو آنحضرتؐ کے جھنڈے تلے لائیں گے۔ لیکن اگر صرف قانون بنا کر پھر اس قانون سے اپنے مفاد حاصل کر رہے ہوں گے تو ہم بھی توہینِ رسالت کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔ ورتمان رسالہ جو تھا جس کے بارے میں مَیں نے بیان کیا کہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کے بارے میں لکھا اور مسلمانوں کو کہا کہ احتجاج کرو اور پھر ساری مسلم امت جو تھی وہ سراپا احتجاج بن گئی، مقدمے بھی چلے لیکن بہرحال آخر تبدیلی لانی پڑی اور مجرم کو سزا بھی ملی۔ جب اس کا فیصلہ ہو گیا تو اس کے فیصلے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہی فرمایا اور بالکل صحیح فرمایا کہ: ''میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اس سے بالا ہے کہ کسی فرد یا جماعت کا قتل اس کی قیمت قرار دیا جائے۔ میرا آقا دنیا کو زندگی بخشنے آیا تھا نہ کہ ان کی جان نکالنے کے لئے''۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4صفحہ606 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

کاش کہ آج بھی ہر مسلمان یہ بات سمجھ جائے کہ اگر حقیقت میں کوئی فتنہ ہے تو قانون ظاہری فتنے کا علاج کرتا ہے، دل کا نہیں۔ اوّل تو یہی تحقیق نہیں ہوتی کہ فتنہ ہے بھی کہ نہیں؟ مسلمان کے لئے حقیقی خوشی اس وقت ہو گی اور ہونی چاہئے جب دنیا کے دلوں میں آنحضرتؐ کی محبت قائم ہو جائے گی۔ آج احمدیوں کا تو یہ فرض ہے ہی جس کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اگر دوسرے مسلمان بھی سختی کے بجائے عفو اور پیار کا مظاہرہ کریں اور وہ نمونہ دکھائیں جو آنحضرتؐ نے دکھایا تو پھر یہی اسلام کی خدمت ہو گی۔ آپ نے دو کٹّر دشمنانِ اسلام جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر مزاحمت کا فیصلہ کیا تھا لیکن پھر بعد میں جب لشکر کو دیکھا اور فتح مکہ کی شوکت دیکھی تو گھبرا گئے۔ اور پھر ایک عورت اُمّ ہانیؓ، جن کے خاوند کے وہ عزیز تھے جب اُن کے گھر وہ پناہ لینے کے لئے آئے تو امّ ہانی نے پناہ دے دی اور پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ انہوں نے دو اشخاص کو پناہ دی ہے۔ لیکن میرا بھائی علی کہتا ہے کہ مَیں انہیں قتل کر دوں گا وہ مجرم ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے اُمّ ہانی! جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی۔ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام باب من أمر الرسول ﷺ بقتلھم صفحہ 743-742 مطبع دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001)

اس پناہ کے بعد انہی دشمنوں کو یہ فکر تھی کہ آنحضرتؐ نے اس طرح شفقت اور رأفت اور پیار کا سلوک کیا ہے کہ ہم کس طرح ان کو منہ دکھائیں گے۔ لیکن جب ایک موقع پر حارث بن ہشام کی مسجد کے قریب آنحضرتؐ سے اتفاقاً ملاقات ہوئی تو اس رحمۃ للعالمین نے نہایت شفقت سے ملاقات فرمائی۔ اور پھر یہ حارث جنگِ یرموک میں اسلام کے دفاع میں جاں نثاری دکھاتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد از محمد بن یوسف شامی۔ ذکر اسلام الحارث بن ھشامؓ...... جلد 5صفحہ 249بیروت1993)(اسد الغابۃ جلد 1صفحہ 478 الحارث بن ھشام مطبوعہ دارالفکر بیروت 2003ء)

پس ایک عورت کے پناہ دیئے ہوئے کا بھی آنحضرتؐ نے یہ احترام فرمایا کہ جس کے نتیجہ میں وہ اسلام کی آغوش میں آ گیا۔ آج بھی ہمیں اسی اُسوہ کی ضرورت ہے اور اسلام کا حقیقی پیغام دنیا میں پہنچانے کی ضرورت ہے نہ کہ ظاہری قانون بنا کر پھر غلط طریقے سے ان پر عمل کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور سب مسلمانوں کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ذکرِ حبیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

((صاحبزادہ) مرزا غلام احمد ۔ربوہ)

(پانچویں اور آخری قسط)

حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا صحابہ کرام اور ان کی اولاد سے حضرت اماں جانؓ کی محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

’’سب جماعت سے محبت دلی فرماتی تھیں۔اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں سے آپ کو بہت ہی پیار تھا۔ان کی اولادوں کو اب تک دیکھ کر شاد ہو جاتی تھیں۔شاید آپ میں سے بعض کو پورا احساس نہ ہو۔مجھے پوچھیں آپ سچ مچ ایک اعلیٰ نعمت سے ایک ہزار ماں سے بہتر ماں سے محروم ہو گئے ہیں۔

’’ہر چھوٹے بڑے کی خوشی اور تکلیف میں بدل شریک ہوتی تھیں۔جب تک طاقت رہی یعنی زمانہ قریب ہجرت تک جب باہر جاتیں۔اکثر گھروں میں ملنے جاتیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے آپ کا یہی عمل تھا۔مجھے کئی واقعات یاد ہیں کہ کسی کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اور آپ برابر ان کی تکلیف کے وقت میں زچہ کے پاس رہیں اور یہی طریق بعد میں جب تک ہمت رہی جاری رہا۔

’’خاص چیز جو پکواتیں بہت کھلی اور ضرور سب میں تقسیم کرتیں۔حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں چونکہ لوگ کم تھے تو سب کو گھروں سے بلوا کر اکثر ساتھ ہی کھلوایا کرتی تھیں۔‘‘

(تحریرات مبارکہ صفحہ 19-20)

اس سلسلہ میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ایک واقعہ بھی تحریر کیا ہے فرماتی ہیں:

’’اکثر ایسوں کا نام لے کر بیقرار ہو کر دعا کرتیں جن کا بظاہر کسی کو خیال تک نہ ہوتا۔ایک بار لیٹے لیٹے اس طرح کرب سے ’’یا اللہ‘‘ کہا کہ مَیں گھبرا گئی۔مگر اس کے بعد کا فقرہ کیا تھا؟ یہ کہ ’’میرے نیرّ کو بیٹا دے‘‘ خدا نے آپ کے نیرّ (مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب نیرّ) کو اس کے بعد محمودہ کرک سے دو بیٹے عطا فرمائے۔خدا نیکی اور زندگی ان کو بخشے۔‘‘ (تحریرات مبارکہ صفحہ 19)

مکرم شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس کی ذات ایک نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ان کے والد شیخ محمد بخش صاحب بٹالہ میں سب انسپکٹر پولیس تھے جماعت کے سخت مخالف اور معاند تھے۔لیکھرام کے قتل کے موقعہ پر ان کو مخالفت ظاہر کرنے کا موقعہ ملا اور انہوں نے حضور کے گھر میں تمام سامان کی تلاشی لی اور ٹرنک کھلوا کر سارا سامان دیکھا 1907ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ کے تحت ان کے بیٹے شیخ نیاز محمد صاحب کو حضورؑ کے قدموں میں لا ڈالا اور انہوں نے بیعت کر لی۔

شیخ صاحب مکرم حضرت اماں جان کے بارے میں تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

’’بیعت کے قریباً دس، بارہ سال کے بعد میری اہلیہ قادیان میں آئیں اور حضرت سیدہ اُمّ المومنین کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئیں تو حضرت سیدہ نہایت ہی شفقت سے ان سے ملیں اور فرمایا کہ تم تو بہت دیر سے آئی ہو۔مگر تمہارے میاں ہمارے مدت سے واقف ہیں۔ہمیں یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں تمہارے میاں ہمارے لئے ایک کپڑا لائے تھے جو حضرت اقدس لے کر خوشی خوشی اندر تشریف لائے اور ہنستے ہوئے مجھے دے کر فرمایا کہ یہ تمہارے لئے محمد بخش تھانیدار بٹالہ کا لڑکا لایا ہے جس کے والد نے تلاشی کے وقت تمہارے ٹرنک کھولے تھے۔میری اہلیہ نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا۔تو مجھے حضرت سیدہ کی اس کمال شفقت اور غریب نوازی پر بہت تعجب ہوا کیونکہ مجھے وہ واقعہ بھول چکا تھا۔‘‘

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 472)

شیخ صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ایک بار ان کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے اور یہ گرفتار ہو گئے آخر مقدمے عدالت میں پیش ہوئے اور جھوٹے ثابت ہوئے اور خاکسار کو رہائی نصیب ہوئی۔قادیان اطلاع پہنچنے پر سب سے پہلے بوقت صبح حضرت سیدہ اُمّ المومنین ہی ہمارے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئیں اور اس عاجز کی دختر عزیزہ عنایت بیگم کو جو اس وقت گھر میں موجود تھی۔مبارک باد دی۔نیز فرمایا شکر ہے میرے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے رہائی دی۔مَیں تو ہر نماز میں اس کیلئے دعائیں کرتی رہی ہوں اور فرمایا کہ ہماری طرف سے شیخ صاحب (اس عاجز) کو لکھ دو کہ مقدمات کرنے والوں پر کوئی کارروائی نہ کریں اور انہیں معاف کر دیں۔ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 477)

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’ایک احمدی دوست جو کچھ عرصہ کیلئے اپنے روزگار کے سلسلہ میں ولایت گئے ہوئے تھے۔میں نے ان کی واپسی پر حضرت اُمّ المومنین کو ان سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ’کوئی نماز ایسی نہ تھی جس میں مَیں نے تمہارے لئے دعا نہ کی ہو۔‘‘

’’ان احمدی سے حضرت اُمّ المومنین کا کوئی رشتہ داری کا تعلق نہ تھا اور نہ وہ کوئی مال و دولت رکھتا تھا۔صرف اس کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے لئے اخلاص و محبت تھا۔جس کی وجہ سے آپ کے دل میں اس کے لئے اس قدر شفقت تھی کہ اس کی غیر حاضری میں تین ماہ کے لمبے عرصے تک بالالتزام ہر نماز میں اس کے لئے دعا فرماتی رہیں۔اس احمدی دوست کا نام شیخ احمد اللہ صاحب ہے۔‘‘

حضرت مولوی صاحب مزید فرماتے ہیں:

’’اپنے خدام سے آپ کی محبت و شفقت کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے خدام کی خوشی اور غمی کے موقعوں پر اب تک شرکت فرماتی رہتی ہیں۔چنانچہ جب بندے کی اہلیہ فوت ہوئیں تو آپ بذات خود معہ دیگر خواتین خاندان تشریف لائیں اور نہایت شفقت سے میری اہلیہ مرحومہ کے سر پر دست شفقت پھیرتی رہیں۔‘‘ جزاها الله احسن الجزاء.

’’اسی طرح جب عزیزم عبدالرحیم کا لڑکا فضل الرحیم یعنی میرا پوتا پیدا ہوا تو آپ بندے کے غریب خانے پر تشریف لے گئیں اور بڑی دیر بچے کو مادرِ مہربان کی طرح اپنے ہاتھوں میں اٹھائے رکھا۔یہ آپ کی خدام سے شفقت اور مہربانیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔یہ شفقت کسی خاص طبقہ سے مخصوص نہیں بلکہ غرباء بھی اس سے اسی طرح مستفیض ہوتے رہتے ہیں جس طرح دوسرے۔‘‘ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 284 تا 285)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت سے سفر اس غرض سے اختیار کئے کہ آپ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو ان کے والدین سے ملانے کیلئے ان جگہوں پر لے کر گئے جہاں ان دنوں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کا قیام ہوتا تھا۔چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے بیان کیا کہ جس جس جگہ حضرت والد صاحب (یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب) کا قیام ہوتا تھا وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی عموماً تشریف لایا کرتے تھے مثلاً انبالہ چھاؤنی، لدھیانہ، پٹیالہ، فیروز پور چھاؤنی میں آپ تشریف لے گئے تھے۔‘‘ حضرت میر صاحب نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ عام طور پر تو حضور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے گھر پر ہی رہائش رکھتے تھے مگر جب حضور کے پاس آنے والے احباب کی کثرت ہوئی تو انبالہ میں ایک مرتبہ کچھ وقت کے لئے اور لدھیانہ میں کئی مرتبہ ایک بڑا مکان جو حضرت میر صاحبؓ کے رہائشی مکان سے ملحق تھا حضور نے کرایہ پر لیا اور حضرت میر صاحب کے افراد خانہ ان اس بڑے مکان میں حضور علیہ السلام کے ساتھ آ جاتے تھے اور میر صاحب کا مکان بطور مردانہ استعمال ہوتا تھا۔

(سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر 422)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعض خطوط میں بھی ایسے سفروں کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ 19/جون 1887ء کو حضرت چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

’’اس وقت میں انبالہ چھاؤنی کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔کیونکہ میر ناصر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں زندگی سے ناامیدی ہے۔ان کی لڑکی کی اپنی والدہ سے ایسے وقت میں ملاقات ہو جانی چاہئے۔سو مَیں آج لے کر اسی وقت روانہ ہوتا ہوں‘‘۔

(مکتوبات احمد جلد 2 مکتوب نمبر 72 صفحہ 506)

نیز 27/اکتوبر 1889ء کو لدھیانہ سے حضورؑ نے حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ کے نام خط میں تحریر فرمایا:

’’یہ خط مَیں آپ کو لدھیانہ سے لکھتا ہوں میری روانگی کے وقت آپ کا خط مع مبلغ دس روپیہ قادیان میں مجھ کو ملا مگر افسوس کہ مَیں اس دن ایک تشویش کی حالت میں لدھیانہ کی طرف تیار تھا اس لئے آپ کی فرمائش پر عمل کرنے سے مجبور رہا اس دن لدھیانہ سے یہ خط پہنچا تھا کہ میر ناصر نواب صاحبؓ کے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں اور انہوں نے میرے گھر کے لوگوں کو بلایا تھا کہ خط دیکھتے ہی چلے آؤ۔ وقت بہت تنگ تھا اس وجہ سے بندوبست جلد بھیجنے کا نہ کر سکا اور افسوس رہا اب شائید ایک ہفتہ تک لدھیانہ میں ہوں...... جس وقت میں قادیان میں آؤں اس وقت آپ کسی پہنچانے والے کا بندوبست کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔میں حلوہ تیار کرا کر بھیج دوں گا۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 566 مکتوب نمبر 164)

ضمناً یہ بھی عرض ہے کہ حضور حضرت چوہدری صاحبؓ کی جس فرمائش پر عمل نہ کرنے کے لئے معذرت کر رہے ہیں وہ یہ تھی کہ حضرت چوہدری صاحبؓ نے حضور سے انڈوں کا حلوہ بنا کر بھجوانے کی فرمائش کی تھی اپنے خادم کی معمولی فرمائش جلد پوری نہ کر سکنے کا آپ کو اتنا افسوس ہوا کہ آپ نے بذریعہ خط ان سے معذرت کرنی ضروری سمجھی۔

حضور علیہ السلام کا ایک اور سفر جس کا حضرت اماں جانؓ سے خاص تعلق بنتا ہے اکتوبر 1905ء کا سفر دلّی کا ہے اس سفر میں حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل خانہ بھی ساتھ تھے۔دلّی کے قیام کے دوران حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو حضور نے ان کے علاج کے لئے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کو دلّی آنے کے لئے تار دیا۔جب تار حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ تک پہنچا تو آپ اپنے مطب میں تشریف فرما تھے اور مریض دیکھ رہے تھے حضور کا تار ملتے ہی حضرت مولوی صاحب تعمیل حکم میں اسی حالت میں سفر کے لئے روانہ ہو گئے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا۔گھر والوں کو آپ کے اس طرح جانے کا علم ہوا تو انہوں نے کمبل اور کپڑے تو بھجوا دیئے لیکن پیسے بھجوانے کا ان کو خیال نہ آیا بٹالہ پہنچنے پر ایک ہندو رئیس اپنی بیوی کو جو بیمار تھی اسٹیشن پر لے آیا اور حضرت مولوی صاحب نے اس کا معائنہ فرمایا اور نسخہ لکھ کر دیا اور اس نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں ایک معقول رقم پیش کر دی اور اس طرح حضرت مولوی صاحب کے دلّی جانے کے لئے رقم کا بندوبست ہو گیا۔

(حیات نور صفحہ 285)

حضورؑ نے آخری سفر بھی جو لاہور کا سفر تھا اور جس میں آپ کی وفات ہوئی دراصل حضرت اماں جانؓ کی خاطر اور آپ کی خواہش پر ہی اختیار کیا تھا۔حضرت اماں جانؓ کی طبیعت علیل تھی اور آپ علاج کے لئے لاہور جا کر کسی لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ چاہتی تھیں مگر بعض الہامات کی بنا پر حضورؑ اس سفر پر جانے میں متأمل تھے۔لیکن اماں جانؓ کی خواہش پر جو دراصل خدائی تقدیر ہی تھی حضور نے یہ سفر فرمایا اور اسی سفر کے دوران آپ کی وفات ہو گئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سیر کرنے کے بارے میں اکثر احباب جانتے ہیں اور یہ بات بھی معروف ہے کہ حضور کے ملفوظات کا ایک حصہ بھی سیر کے دوران حضور کے ارشادات پر مشتمل ہے جو حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور بعض دوسرے احباب قلم بند کر کے محفوظ کرتے رہے۔لیکن کم دوست جانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت اماں جانؓ کو علیحدہ سیر کیلئے لے جایا کرتے تھے اور بسا اوقات دوسری خواتین بھی اور بچے بھی ساتھ ہو جاتے تھے۔چنانچہ سیرت اور تاریخ کی کتب میں ایسی بہت سی روایات موجود ہیں۔سیرت المہدی حصہ چہارم اور پنجم میں ان سیروں میں شامل ہونے والی کئی خواتین کی روایات موجود ہیں۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جانؓ کا آپس میں تعلق ایک ایسا تعلق تھا کہ جس قسم کے تعلق کی تمنا ہر میاں بیوی کے دل میں ہوتی ہے یا ہونی چاہیے۔اور جس طرح حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک لمبے عرصے کے مشاہدے کے بعد بیان کیا ہے۔آپ کا جوڑا ایک Ideal جوڑا تھا یہی وجہ ہے کہ حضور کی وفات کے بعد حضرت اماں جانؓ کی کیفیت باوجود اپنے رب کی رضا پر راضی ہونے اور رہنے کے بقول حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ایسی ہوتی تھی:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ نے بہت زیادہ صبر وتحمل کا نمونہ دکھایا۔مگر آپ کی جدائی کو جس طرح آپ محسوس کرتی رہیں اس کو جو لوگ جانتے ہیں وہ اس صبر کو اور بھی حیرت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔آپ اکثر سفر پر بھی جاتی تھیں اور بظاہر اپنے آپ کو بہت بہلائے رکھتی تھیں باغ وغیرہ یا باہر گاؤں میں پھرنے کو بھی عورتوں کو لے کر جانا یا گھر میں کچھ نہ کچھ کام کرواتے رہنا کھانا پکوانا اور اکثر غرباء میں تقسیم کرنا (جو آپ کا بہت مرغوب کام تھا) لوگوں کا آنا جانا اپنی اولاد کی دلچسپیاں یہ سب تھا۔مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد پورا سکون آپ نے کبھی محسوس نہیں کیا۔صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اپنا وقت کاٹ رہا ہے۔ایک سفر ہے جس کو طے کرنا ہے۔کچھ کام ہیں جو جلدی جلدی کرنے ہیں۔غرض بظاہر ایک صبر کی چٹان ہونے کے باوجود ایک قسم کی گھبراہٹ سی بھی تھی۔جو آپ پر طاری رہتی تھی۔مگر ہم لوگوں کے لئے تو گویا وہ ہر غم اپنے سینہ میں چھپا کر خود سینہ سپر ہو گئی تھیں۔دل میں طوفان اس دردِ جدائی کے اٹھتے اور اس کو دبا لیتیں اور سب کی خوشی کے سامان کرتیں۔مجھے ذاتی علم ہے کہ جب کوئی بچہ گھر میں پیدا ہوتا تو خوشی کے ساتھ ایک رنج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جدائی کا آپ کے دل میں تازہ ہو جاتا۔اور وہ آپ کو اس بچہ کی آمد پر یاد کرتیں۔''(تحریرات مبارکہ صفحہ 16-17)

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کی کیا کیفیت تھی اس کے بارے میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی رائے قبل ازیں پیش کی جا چکی ہے کہ:''ہر بات میں حضرت کو صادق ومصدوق مانتی ہیں جیسے کوئی جلیل سے جلیل صحابی مانتا ہے۔''

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد جب حضور کا جنازہ قادیان لایا گیا اور حضرت اماں جان کے مکان واقعہ باغ کے بڑے کمرے میں رکھا گیا تھا۔اس موقعہ پر حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا حضور کا چہرہ دیکھنے کے لئے تشریف لائیں۔ اس وقت حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی کو وہاں نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔اس موقعہ پر حضرت اماں جانؓ کے دل کے جذبات آپ کی زبان پر آگئے اور حضرت شیخ صاحبؓ نے سن لئے اور ہمارے لئے محفوظ کر لئے آپ فرماتے ہیں:

''اماں جان تشریف لائیں اور جنازہ کی پائینتی کی طرف کھڑی ہو گئیں اور نہایت دردناک آواز میں فرمایا:

'تو نبیوں کا چاند تھا تیرے سبب سے میرے گھر میں فرشتے اترتے تھے'۔''

حضرت شیخ صاحب مزید لکھتے ہیں ''مجھے یہ الفاظ اچھی طرح یاد ہیں۔اس میں شوہر کی محبت ہی کا اظہار نہیں بلکہ اس ایمان کا مظاہرہ ہے جو آپ کے قلب میں تھا۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 447)

حضرت اماں جانؓ کی ہمیشہ یہ تمنا رہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر خواہش کو پورا کیا جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش رکھتے تھے کہ حج کیا جائے اگرچہ بوجہ مخالفت اور دشمنوں کے عناد کے کبھی بھی آپ کے لئے حج کرنا ممکن نہ تھا۔لیکن چونکہ حضرت اماں جانؓ کو حضور کی اس خواہش کا علم تھا اس لئے آپ نے حضور کی وفات کے بعد حافظ احمد اللہ خان صاحب کو اپنے پاس سے رقم دے کر حج کے لئے روانہ کیا اور اس طرح حافظ صاحب کے حصہ میں سعادت آئی کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے حج بدل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے وصال کے وقت کچھ مقروض تھے۔اس قرضہ کی ادائیگی کے لئے باوجود ذرائع آمد کے بند ہو جانے کے اور اپنے گزارے کے سامان نہ ہونے کے بھی حضرت اماں جانؓ نے حضور کے وصال کے جلد بعد اپنا زیور بیچ کر قرضہ ادا کیا۔اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے اس وقت ہمارے پاس اپنے گزارے کا کوئی سامان نہ تھا۔والدہ صاحبہ سے اس کے ہر بچہ کو محبت ہوتی ہے۔لیکن میرے دل میں نہ صرف اپنی والدہ ہونے کے لحاظ سے حضرت اُمُّ المومنین کی عظمت تھی۔بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہلیہ ہونے کی وجہ سے آپ کی دوہری عزت میرے قلب میں موجود ہے۔اس کے علاوہ جس چیز نے میرے دل پر خاص طور پر اثر کیا وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے اس وقت آپ پر کچھ قرض تھا۔آپ نے یہ نہیں کیا کہ جماعت کے لوگوں سے کہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ پر اس قدر قرض ہے یہ ادا کرو۔بلکہ آپ کے پاس جو زیور تھا اسے آپ نے بیچ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرض کو ادا کر دیا۔میں اس وقت بچہ تھا اور میرے لئے ان کی خدمت کرنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔مگر میرے دل پر ہمیشہ یہ اثر رہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا محبت کرنے والا اور آپ سے تعاون کرنے والا ساتھی دیا۔''

(خطبہ جمعہ 10؍مارچ 1944)

۞۞۞۞۞۞

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ بنگلہ دیش
از صفحہ نمبر 2

یعنی مَیں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری عبادت کریں۔پس یہ اصل ہے جس کو آج ہر احمدی کو پکڑنے کی ضرورت ہے۔اور یہی وہ اصل اور مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا ایمانوں کو قوی کروں۔اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں۔کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں کمزور ہو گئی ہیں۔اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے۔اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ ومراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیاوی اسباب پر ہے یہ یقین اور بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور آخرت پر نہیں ہے''۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 291-292 حاشیہ۔ مطبوعہ لندن)

پس یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجا۔اور ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں شامل کر کے ان خوش قسمتوں کی صف میں شامل فرمایا جو اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کا اعلان کرنے والے ہیں۔اور اپنی زندگیاں اس مقصد کے حصول کے مطابق ڈھالنے والے ہیں۔اور اس بات پر ہم نے عہد بیعت باندھا ہے۔پس خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دینا ہماری ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔مجھے امید ہے کہ جلسے کے ان دنوں میں جس طرح آپ نے اپنی عبادتوں اور دعاؤں پر توجہ دی ہے اس کو ہمیشہ اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں گے۔صرف مشکل میں گرفتار ہونے کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی یاد نہیں آئے گی۔بلکہ عبادتیں اور دعائیں ہر احمدی کا اوڑھنا بچھونا ہو جائیں گی۔اور جب ہم حقیقت میں ہر حالت میں امن کی حالت میں بھی اور تنگی اور فساد کی حالت میں بھی خالص ہو کر خدا تعالیٰ کو پکارنے والے ہوں گے تو خدا تعالیٰ ہماری ہر مشکل کو خس وخاشاک کی طرح اڑا دے گا۔اور یہ کوئی ایسی باتیں نہیں جو وقتی جوش پیدا کرنے کے لئے مَیں کہہ رہا ہوں بلکہ بنگلہ دیش کی جماعت ان خوش قسمت جماعتوں میں سے ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کی جماعت کے لئے تائیدات کے نظارے خود دیکھے ہیں۔بہت دور کی بات نہیں بلکہ ماضی قریب میں ان تائیدات کے نظارے دیکھے ہیں۔اس وقت آپ میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جو اس وقت میری یہ باتیں سن رہے ہیں۔جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کے خوفناک منصوبوں اور حملوں کو اپنے اوپر ایک سیاہ اور خوفناک آندھی کی صورت میں چھاتے ہوئے دیکھا ہے۔لیکن کیا دشمن کامیاب ہو گیا؟ آپ میں سے ہر ایک گواہ ہے کہ دشمن کے جو منصوبے تھے وہ دھرے کے دھرے رہ گئے۔اس سیاہ آندھی میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی بدلیاں بھیجیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پانی برسایا اور فضا صاف ہو گئی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی انتہائی خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔اللہ تعالیٰ نے غیر از جماعت میں سے ہی بہت سے شریف الطبع اور سعید فطرت لوگوں کو جماعت کی حمایت کے لئے کھڑا کیا۔جنہوں نے دنیاوی لالچوں کو ردّ کرتے ہوئے اور سخت ترین مخالفتوں کا سامنا کرتے ہوئے حق کا ساتھ دیا۔پس یہ کوئی انسانی کوشش نہیں تھی۔یہ اُس قادر وتوانا خدا کا ہاتھ تھا جس نے شریف فطرت لوگوں کے دلوں کو شرافت کے لئے ابھارا اور انہیں حق بات کہنے اور لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ورنہ ہم بندوں کی کیا حیثیت ہے جن کے پاس جیسا کہ میں نے پہلے کہا نہ کوئی مال ودولت ہے، نہ کوئی دنیاوی جاہ وحشمت ہے۔ہاں ہمارے پاس ایک دولت ہے اور وہ دولت ہمیں آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اور ان سے لے کر ہمیں دی ہے۔اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھتے ہوئے اس کے سامنے حقیقی رنگ میں جھکنا۔ اس خدا کے آگے جھکنا جس نے کائنات کی ہر چیز پیدا کی ہے۔اس خدا کے آگے جھکنا جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز ہے۔اس خدا کے آگے جھکنا جو دلوں کو پھیرنے والا ہے۔پس اگر ہم شکر کرتے کرتے اپنی زندگیاں بھی ختم کر دیں تب بھی ہم اس خدا کا حقیقی رنگ میں شکر ادا نہیں کر سکتے۔بیشک ان امتحانوں اور ابتلاؤں میں انفرادی طور پر افراد کا نقصان تو ہوتا ہے اور ہوا ہے لیکن دشمن کا جو منصوبہ ہوتا ہے کہ جماعت کو ختم کر دے اس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔اور ہر مخالفت کے بعد جماعت ایک نئی شان سے ابھر کر سامنے آتی ہے۔یہ صرف بنگلہ دیش کی بات نہیں دنیا کے ہر خطہ اور ہر ملک میں اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بارش اسی طرح برساتا رہا ہے اور برسا رہا ہے۔اور یہ آج کی بات نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔بلکہ اس سے بھی پہلے ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔اُس وقت بھی مخالفت کی آگ میں بھڑکنے والے کئی کئی طرح سے جذبات ابھار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے لوگوں کو بھیجتے تھے۔جو زہر میں بجھی ہوئی تلواریں آپ پر وار کرنے کے لئے لے کر آتے تھے۔اور جب وہ دشمن آپ کے پاس پہنچتے تھے اور آپ ان کے ارادوں کو بھانپ لیتے تھے یا خدا تعالیٰ ان کے ارادوں کی آپ کو خبر دے دیتا تھا اور جب آپ ان کو یہ بتاتے تھے کہ تم اس ارادہ سے آئے ہو تو وہ فوراً کلمہ حق پڑھ لیتے تھے،کلمہ شہادت پڑھ لیتے تھے۔ان کو احساس ہو جاتا تھا کہ ہم غلط ہیں اور مخالفت کی آگ میں اپنے سرداروں کے کہنے پر ہم خود جل رہے ہیں۔یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا سچا ہے اور سب قدرتوں کا مالک ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کئی لوگ مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی تقریریں سن کر آتے تھے اور حق کو پہچان کر اسے قبول کر لیتے تھے۔اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں یہ عرض کرتے تھے کہ میری بیعت کا باعث کسی احمدی کی تبلیغ نہیں، نہ ہی کسی قسم کا لٹریچر ہے بلکہ فلاں مولوی کی مخالفت ہے۔آپ کے اپنے ملک بنگلہ دیش میں کئی ایسی مثالیں ہیں جنہوں نے مخالفین کا لٹریچر پڑھ کر جستجو کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوی کو سچ سمجھ کر قبول کیا۔مثلاً ابتدائی احمدیوں میں سے حضرت مولوی سید عبدالواحد صاحب آف براہمن بڑیہ ہیں۔جو بڑے جید عالم تھے۔انہوں نے مخالفین کی شورش پر لٹریچر منگوایا اور اسے پڑھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ریویو آف ریلیجز کے ایک مضمون کو پڑھ کر ان پر روشنی آشکارا ہوئی۔گوکہ ان کا دل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی پر مطمئن تھا لیکن چونکہ خود قادیان جا کر بیعت کرنا چاہتے تھے اس لئے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قادیان جا کر بیعت کی اور پھر بہت سوں کی ہدایت کا باعث بنے۔ نیک فطرت مولوی تھے۔حق کی تلاش تھی۔آج کل کے نام نہاد علماء کی طرح نہیں تھے جو صرف مخالفت برائے مخالفت کرنا جانتے ہیں۔جب حضرت سید عبدالواحد صاحب نے بیعت کی اور واپس گئے تو آپ کی بھی بہت مخالفت ہوئی۔لیکن پھر بھی جیسا کہ مَیں نے بتایا وہ اپنے اس عہد بیعت پر قائم رہے اور نہ صرف قائم رہے بلکہ بہت سوں کی ہدایت کا باعث

بنے اور وہاں علاقہ میں ان کو تبلیغ کرتے رہے۔ انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں بیعتیں کروائیں۔ ان بیعت کرنے والوں کی بھی بہت مخالفت ہوئی۔ لیکن اس مخالفت کے باوجود انہوں نے چونکہ حق کو پہچان لیا تھا اس لئے بڑی جرأت سے اس پر قائم رہے اور اس حق کا اظہار بھی کرتے رہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس وقت آپ جو میرے مخاطب ہیں ان میں سے بھی بعض ان بیعت کرنے والوں کی اولادوں میں سے ہوں۔ پس اپنے بزرگوں کی بیعت کے قصے اپنے گھروں میں جاری رکھیں تاکہ آئندہ نسلوں کے ایمانوں میں بھی مضبوطی پیدا ہوتی رہے۔ اگلی نسلیں بھی ایمان میں بڑھیں اور مخالفتوں سے پریشان نہ ہوں بلکہ مخالفت کو اپنے لئے کھاد سمجھیں۔ جس طرح کھاد ڈالنے سے فصل بہتر ہوتی ہے اسی طرح مخالفت سے احمدیت بڑھتی اور پنپتی ہے۔ اور آج بھی آپ میں سے بہت سوں کی طرح دنیا کی کئی جگہ پر احمدی گواہ ہیں کہ مخالفتیں جماعت کو ختم نہیں کرتیں بلکہ احمدیت کے لہلہاتے کھیت ایک نیا رنگ اور ایک نئی شان دکھاتے ہیں اور لہلہاتی فصلیں نظر آتی ہیں۔ آج بھی ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا زندہ خدا ہے اور سب قدرتوں کا مالک خدا ہے اور سعید فطرتوں پر حق کھولتا ہے۔ آج ہم میں سے ہر ایک گواہی دیتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہی مسیح موعود کا خدا ہے جس نے اپنی تمام تر تائیدات اور وعدوں کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے اور بڑے واشگاف الفاظ میں آپ سے یہ اعلان کروایا ہے کہ ”آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں“۔ (تذکرہ۔ الہام 29/ جولائی 1904ء) اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ ”میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں“۔

(تذکرہ۔ الہام دسمبر 1907ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر آپ نے جو آپؑ سے پیار کا تعلق جوڑا ہے اس میں بڑھتے چلے جائیں۔ خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں تاکہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں میں شمار کرتے ہوئے ہمارے ساتھ رہے۔

آپ نے گزشتہ چند سالوں میں اپنے خلاف مخالفین کی انتہا دیکھی ہے۔ اپنے پیاروں کی جانیں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہوتے دیکھی ہیں۔ اپنے مالوں کے نقصان برداشت کئے ہیں۔ لیکن آپ نے اپنے ایمان پر آنچ نہیں آنے دی اور اپنے ایمان کی مضبوطی کا ایک ایسا معیار قائم کیا جو آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے اور ان کے لئے ایمان میں زیادتی کا باعث بنے گا۔ آپ سب گواہ ہیں کہ گزشتہ چند سالوں میں جماعت کو ختم کرنے کی جو کوششیں ہوئیں کیا اس نے احمدیت کی جڑیں ہلا دیں؟ نہیں۔ بلکہ ان میں مزید مضبوطی پیدا ہوئی۔ میری روزانہ کی ڈاک میں بنگلہ دیش کے مخلصین کے بھی خطوط ہوتے ہیں۔ ان میں اپنے ایمان اور ایقان میں زیادتی کے بیان اور دعا کی درخواست ہوتی ہے۔ اس کے مقابل پر دیکھیں مخالفین جو اپنی دنیاوی طاقت کے زعم میں احمدیت کو ختم کرنے پر تلے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں رسوا کیا اور کس طرح رسوا کیا۔ اگر دیکھنے کی آنکھ ہو تو یہ لوگ دیکھیں اور سمجھیں۔ ہمیں کسی کی رسوائی سے کوئی تعلق نہیں، کوئی غرض نہیں۔ ہم تو مخالفین کی اصلاح کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔ ہم تو اس مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں جس نے محبتوں کو پھیلانے اور نفرتوں کو دور کرنے کی ہمیں تعلیم دی ہے۔ ہمیں تو یہ سکھایا گیا ہے کہ اگر تم اپنے دشمنوں کے لئے بھی کینہ رکھو اور اس کے لئے دعا نہ کرو تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی۔ پس ہم تو محبتوں کے پیغامبر ہیں۔ پس اس پیغام کو اپنے ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیں۔ اپنے ہم وطنوں کو بتائیں کہ اسلام تو نام ہی محبت اور پیار کا ہے جس میں اپنے پیدا کرنے والے خدا اور اس کی مخلوق سے محبت کرنا سکھایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو بھی اور غیر مسلموں کو بھی اسلام کا یہ حسن دکھائیں۔ ان کو بتائیں کہ مسیح محمدی نے نہ تلواریں چلانی ہیں اور نہ قتل کرنا ہے۔ ہاں پیار اور محبت کے تیروں سے دلوں کو گھائل کرنا ہے۔ جس سے خون نہیں بہتے، زندگیاں ختم نہیں ہوتیں بلکہ نئی زندگیاں ملتی ہیں۔ اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان ہوتی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا تعلق پیدا ہوتا ہے۔ انسان اپنے مقصد پیدائش کو پہچانتا ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ آج دکھی انسانیت کو اس تعلیم کی ضرورت ہے اور یہ تعلیم دینا اور اس پیغام کو ہر جگہ پہنچانا ہر احمدی کا کام ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ انسانیت کے دشمن اور مذہب کے نام پر خون کرنے والے آپ کی راہ میں روکیں ڈالیں گے۔ مخالفتیں ہوں گی۔ دوبارہ موقع ملے گا تو اسلام کے یہ نام نہاد ٹھیکیدار احمدیوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن آپ نے ثبات قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا (البقرۃ 251) کی دعاؤں کے سائے تلے چلتے ہوئے اپنے سپرد کئے ہوئے کام کو کرتے چلے جانا ہے۔ اور اپنے ایمان میں مضبوطی پیدا کرتے چلے جانا ہے۔ صبر، حوصلے اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ جلسے کے دنوں میں آپ کی روحانیت میں جو ترقی ہوئی ہے، کسی نہ کسی بات نے آپ کے دل پر جو اثر کیا ہے اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں۔ نئے احمدی بھی اور پرانے احمدی بھی اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے یہاں سے اُٹھیں۔

احمدی بنگالیوں میں اخلاص و وفا کے نمونے مَیں اکثر بنگالی ملنے والوں میں دیکھتا رہتا ہوں جن میں سے کچھ میرے سامنے اس ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اس وقت جو بنگلہ دیش میں ہزاروں کی تعداد میں بیٹھے جلسہ سن رہے ہیں اور جنہیں کیمرے کی آنکھ ہمیں دکھا رہی ہے ان کے دل اور چہروں پر بھی مَیں اخلاص و وفا دیکھ رہا ہوں اور ان کے چہرے اخلاص و وفا سے چمکتے ہوئے مجھے نظر آرہے ہیں۔ پس کبھی اس اخلاص و وفا کو کم نہ ہونے دیں۔ خلافت سے اخلاص و وفا کے جو اظہار آپ کی طرف سے ہوتے ہیں انہیں کبھی ماند نہ پڑنے دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کئے گئے اپنے عہد بیعت کو کبھی ہم کمزور نہ ہونے دیں۔ اپنی طاقتوں اور توانائیوں کو کبھی غلط کاموں میں صرف نہ ہونے دیں۔ ہمیشہ اپنے پیدا کرنے والے خدا سے سچا اور وفا کا تعلق رکھیں۔ آپس میں پیار اور بھائی چارے کی اعلیٰ مثالیں قائم کردیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیغام کو اپنے ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیں۔ آپ کی حقیقی پیروی کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ دعوت الی اللہ کے کام میں حکمت کے ساتھ ایک نئی روح پھونک دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ میں پاک تبدیلیاں پیدا فرمائے۔ آپ کے اخلاص و وفا کو بڑھاتا چلا جائے۔ اور میرے دل میں آپ کے پیار کو بڑھاتا چلا جائے۔ آپ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے لئے کی گئی تمام دعاؤں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور دشمن کی طرف سے چلنے والا ہر تیر اُسی پر الٹا دے۔ آپ سب اللہ تعالیٰ کے پیار کو، اس کے فضل کو، اس کی رحمت کو ہمیشہ سمیٹتے چلے جانے والے ہوں۔ آمین۔ اب دعا کریں۔

جامعہ احمدیہ گھانا کی اٹھارھویں سالانہ تقریب تقسیم انعامات

(حمید اللہ ظفر ۔ پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعۃ المبشرین گھانا کو مؤرخہ 2 جنوری 2011ء بروز اتوار اپنی اٹھارویں سالانہ تقریب تقسیم انعامات و سندات منعقد کرنے کی توفیق ملی الحمدللہ۔ اس تقریب کی اہمیت کے پیش نظر جامعہ کو خوبصورت جھنڈیوں، بینرز اور آرائشی گیٹس سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ان 17 ممالک کے جھنڈے بھی لہرائے گئے تھے جن سے تعلق رکھنے والے طلباء جامعۃ المبشرین میں زیر تعلیم ہیں۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم ڈاکٹر مولوی عبدالوہاب آدم صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا تھے۔ تقریب کے باقاعدہ آغاز سے قبل مہمان خصوصی صاحب نے لوائے احمدیت اور خاکسار نے گھانا کا جھنڈا لہرایا اور مہمان خصوصی نے دعا کروائی۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلام ”نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا“ سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس کے بعد خاکسار نے تفصیلاً رپورٹ سالانہ برائے سال 2010ء پیش کی۔ اس رپورٹ کے چند نکات احباب جماعت کی خدمت میں پیش ہیں:

اس وقت جامعۃ المبشرین گھانا میں 17 ممالک کے 172 طلبہ زیر تعلیم ہیں جنہیں کل 12 مختلف مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ آج جامعۃ المبشرین گھانا سے کل 24 طلبہ اپنی تعلیم مکمل کر کے میدان عمل میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ الحمدللہ۔

اسی طرح جنوری 2011ء سے شروع ہونے والے نئے تعلیمی سال کے لئے جامعہ اور مدرسۃ الحفظ کے نئے طلبہ کے داخلے مکمل ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

طلبہ کی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے مجلس علمی کے نام سے ایک شعبہ قائم ہے۔ اس شعبہ کے تحت دوران سال چھ انفرادی علمی مقابلہ جات جامعہ اور مدرسۃ الحفظ کے طلباء کے درمیان کروائے گئے علاوہ ازیں تین کوئز پروگرام گروپس کے مابین منعقد ہوئے اور مختلف مواقع کی مناسبت سے مجلس ارشاد کے تحت مختلف سیمینارز اور جلسے منعقد کئے گئے۔ طلباء کی جسمانی صلاحیتوں کو صیقل کرنے کے لئے جامعہ میں باقاعدہ طور پر شعبہ کھیل بھی ہے جس کے تحت دوران سال کل اکیس انفرادی و اجتماعی ورزشی مقابلے کروائے گئے۔

جون 2010ء میں جامعۃ المبشرین کے زیر اہتمام تیسری نیشنل تعلیم القرآن کلاس کا کامیابی سے انعقاد ہوا جس میں ملک بھر سے 47 طلباء نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ طلباء جامعۃ المبشرین کو نیشنل شوریٰ، ریجنل و نیشنل اجتماع خدام الاحمدیہ میں شمولیت کی توفیق ملی اور امسال جون میں پہلے سمسٹر کے اختتام پر طلباء جامعہ اور مدرسۃ الحفظ کے طلباء مضان المبارک میں وقف عارضی کے لئے ملک کی مختلف جماعتوں میں بھجوائے گئے۔ الحمدللہ

اس کے بعد مختلف معزز مہمانان نے علمی اور ورزشی مقابلوں میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔ جس کے آخر پر مہمان خصوصی مکرم و محترم ڈاکٹر مولوی عبدالوہاب آدم صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا نے ٹرافیاں اور امسال جامعۃ المبشرین گھانا سے فارغ التحصیل ہونے والے 24 طلباء کو سرٹیفیکیٹس عطا کئے اور ساتھ ہی ان سات طلباء کو بھی سرٹیفیکیٹس عطا کئے جنہوں نے حفظ کلاس سے اپنا حفظ کورس مکمل کیا تھا۔ اس کے بعد سپاس نامے پیش کئے گئے۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور اختتامی دعا کروائی۔ پھر فوٹو سیشن ہوا۔ نماز ظہر و عصر کے بعد جملہ مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اس طرح الحمدللہ جامعہ کی سالانہ تقریب انتہائی کامیابی کیساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔

آخر پر تمام احباب جماعت کی خدمت میں طلباء و اساتذہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

دُعا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے

مطب ناصر دواخانہ

گولبازار ربوہ ۔ پاکستان

رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)

+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966

3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

1954 NASIR ناصر 2011

دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال

ہمدردانہ مشورہ ✪ کامیاب علاج

حکیم میاں محمد رفیع ناصر

ساؤتھ ریجن امریکہ کی تبلیغی اور تربیتی سرگرمیاں

یوم پیشوایان مذاہب، انٹرفیتھ میٹنگز۔تعارفی پمفلٹس کی تقسیم، انٹرفیتھ کافی ہاؤس، انٹرفیتھ ڈنر، تربیتی کیمپ اور لجنہ وناصرات کے سالانہ اجتماع کی مختصر رپورٹ

(محمد ظفر اللہ ھنجرا، مبلغ سلسلہ ساؤتھ ریجن امریکہ)

جب سے حضور اقدس کی طرف سے اسلام احمدیت کے تعارف پر مشتمل پمفلٹ کی تقسیم کا ارشاد ہوا ہے اس سے امریکہ کی جماعتوں میں بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہوچکی ہے ۔ انصار، خدام، اطفال اور لجنات نے بھی پیغام پہنچانے میں سبقت لینی شروع کردی ہے۔وہ جو پہلے دعوت الی اللہ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ دلائل یا علم نہ ہونے کا بہانہ بنایا کرتے تھے وہ بھی اس پمفلٹ کو ہاتھ میں لے کر تقسیم کرکے آجاتے ہیں۔ بسااوقات اس تبلیغی سرگرمی کے دوران عوام کی طرف سے پمفلٹ کے علاوہ بھی بات چیت ہوتی ہے، مزید سوالات پوچھے جاتے ہیں۔احمدی داعیانِ الی اللہ اپنے علم کے مطابق ان پوچھے جانے والے سوالات کے جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں، بہتر طور پر جواب دینے کیلئے مزید معلومات حاصل کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اپنے علم میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔اس سلسلہ میں ہر احمدی کو جوکہ خلیفہٴ وقت کے تبلیغی مشن کا داعی الی اللہ بن چکا ہے بہت سارے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات پیش آتے ہیں۔بعض اوقات انہیں ڈرایا دھمکایا گیا کہ ان گلیوں میں ایسے پمفلٹ تقسیم نہ کریں اور کبھی پولیس کو بلاکر ڈرایا گیا لیکن اس کے ساتھ ہی بہت سے علاقوں میں ان کی محنتوں اور خلوص وجذبہ کو سراہا گیا۔بعض مسلم حضرات نے اس کارِ خیر کو حصولِ ثواب کا ذریعہ سمجھ کر خود پمفلٹ لے کر تقسیم کرنا شروع کردیا ہے۔

بعض جماعتوں میں اس تبلیغی مساعی کے علاوہ بین المذاہب کانفرنسوں کے انعقاد سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں باہمی محبت اور رواداری کی فضا پیدا کی جارہی ہے۔ اس باہمی موافقت کی تعلیم ہمیں بانیٴ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں بھی ملتی ہے۔دعوت الی اللہ کے اس طریق سے نہایت شاندار نتائج سامنے آرہے ہیں۔آج انہی دو امور کے متعلق جنوبی ریجن میں ہونے والی مساعی کا تذکرہ ہے جس میں خدا کے فضل سے ہر جماعت مصروفِ عمل ہے۔اللہ سب کی مساعی میں برکت ڈالے اور نیک نتائج سے نوازے۔آمین۔

ٹلسہ (Tulsa) جماعت

یہ امریکہ کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس کے افرادِ جماعت تین ریاستوں میں کئی گھنٹوں کی مسافتوں پر رہتے ہیں اور بعض اوقات ایک جگہ پر ملنا اور میٹنگ کرنا بھی بہت بڑی قربانی کا تقاضا کرتا ہے لیکن پھر بھی حسبِ استطاعت تبلیغی اور تربیتی امور کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں۔ گزشتہ مہینوں میں یہ جماعت دو بین المذاہب کانفرنسز کرواچکی ہے۔

یومِ پیشوایانِ مذاہب

12 نومبر بروز جمعہ شام ساڑھے تین بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک یونیورسٹی آف آرکنساس کے Multicultural Center میں الاسلام سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جس کی صدر صبا نسیم صاحبہ ہیں نے اس کانفرنس کا اہتمام کیا۔مختلف مذاہب ہندو، یہودی، عیسائی اور بدھ مت کے مقررین نے اپنے اپنے پیشوائے مذہب کے متعلق تعارف نامہ پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم یحیٰ لقمان صاحب مبلغ سلسلہ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت، مکہ کا دورِ مصائب، صبر کا شاندار نمونہ اور دعاؤں کی تلقین کا ذکر کیا۔آخر پر آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ کا حسین تذکرہ کیا گیا کہ جس طرح اسلام کی تعلیم اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے نمونہ نے ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کیا وہ صرف محبت اور پیار کی تلوار تھی جس نے دلوں کو گھائل کرلیا اور آج بھی دلوں کو تبدیل کرنے کیلئے عمدہ اخلاق ہی انقلاب انگیز ثابت ہونگے۔ سامعین نے اس پروگرام کی کامیابی پر صدر جماعت ٹلسہ کی کوششوں کو سراہا اور آئندہ بھی ایسے پروگرام کرنے کی طرف توجہ دلائی جس سے محبت، رواداری اور باہم اعتماد کی فضا پیدا ہوتی ہو۔اس موقعہ پر مختلف مذاہب سے وابستہ 90 کے قریب افراد موجود تھے۔

انٹرفیتھ میٹنگ برموقعہ عیدالاضحیٰ

19 نومبر جماعت ٹلسہ کے صدر مکرم حمید نسیم صاحب نے ایک اور انٹرفیتھ پروگرام ترتیب دیا جوکہ ایک مقامی چرچ St. Paul Episcopal کے Main Parish Hall میں منعقد کیا گیا۔ اس کا بنیادی مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کا تذکرہ تھا۔ اس کی صدارت مکرم صدر صاحب نے کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کی تفصیل اور انٹرفیتھ میٹنگ کی اہمیت اور ضرورت کو اجاگر کیا۔ مقامی مسجد کے جنرل سیکرٹری مکرم علی صدیقی صاحب نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت اور وفاداری کے مضمون کو تفصیل سے بیان کیا۔ اور اس طرح دوسرے مذاہب کے نمائندوں کو بھی اظہارِ خیال کی دعوت دی گئی۔ خدا کے فضل سے یہ پروگرام جس میں 65 مہمان شامل ہوئے، بہت کامیاب رہا۔

New Orleans

New Orleans کا شمار بھی ایک چھوٹی جماعت کے طور پر ہوتا ہے جہاں افرادِ جماعت مختلف شہروں میں گھنٹوں کی دُوری پر آباد ہیں لیکن اس کے باوجود ہر ماہ باقاعدہ ملتے اور تبلیغی اور تربیتی امور سرانجام دیتے ہیں۔ اخلاص و وفا اور قربانی کرنے میں خدا کے فضل وکرم سے پیش پیش ہیں۔

10,9 دسمبر کو New Orleans جماعت نے شہر کے ڈاؤن ٹاؤن میں وسیع پیمانے پر پمفلٹ کی تقسیم کا پروگرام بنایا۔اس مقصد کیلئے خاکسار مع مکرم مرزا مظفر احمد صاحب Houston سے New Orleans پہنچا۔ 9/دسمبر کو 3 بجے سے لے کر 6 بجے تک احباب جماعت کے ساتھ شہر میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ یہ شہر اس لحاظ سے بھی منفرد حیثیت کا حامل ہے کہ دنیا بھر سے سیاح یہاں آتے ہیں۔ 10 دسمبر کو دوسرے شہروں سے ڈاکٹر سفیر احمد صاحب، ڈاکٹر تنویر احمد صاحب اور فاتح احمد صاحب ایک طویل مسافت طے کرکے اس عظیم مقصد میں شامل ہونے کیلئے تشریف لائے۔شدید سردی کے باوجود افرادِ جماعت نے نمازِ جمعہ کے بعد شہر کی متعدد گلیوں میں تبلیغی پمفلٹ تقسیم کئے۔لوگوں نے ہماری اس کوشش کو سراہا اور خود بھی پمفلٹ کی تقسیم میں حصہ لیا۔بعض نے کہا کہ آپ بہت اچھا کام کررہے ہیں، ہم اس کی قدر کرتے ہیں لیکن آپ اُن مسلمانوں تک بھی امن کے اس پیغام کو پہنچائیں جو شرانگیز حرکات کرکے دُنیا کا امن تباہ کررہے ہیں۔

Dallas جماعت

یہ جماعت بھی خدا کے فضل سے دعوت الی اللہ کرنے، پمفلٹ کی تقسیم اور لوگوں سے روابط بڑھانے میں نمایاں طور پر سبقت لے رہی ہے۔

انٹرفیتھ کافی ہاؤس

ڈیلس میں ہر دوسرے سوموار کو ایک کافی ہاؤس میں انٹرفیتھ میٹنگ ہوتی ہے۔ڈیلس سے 3 افراد شمولیت اختیار کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ کا نقطہٴ نظر اور اسلام کے متعلق سوالات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔

4 دسمبر کو ڈیلس جماعت کی خدام اور انصار کی ٹیم نے سالانہ پریڈ میں شمولیت کی اور ایک ٹیم نے Dart Station میں 4000 پمفلٹ تقسیم کئے۔ اس میں خدام، انصار اور اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اس کے علاوہ بھی باقاعدگی سے خدام اور انصار کی ٹیمیں اس کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہر ہفتہ ڈیلس میں غیر احمدیوں کی طرف سے ایک ریڈیو پروگرام ہوتا ہے۔ اس میں مکرمہ شہناز لطیف صاحبہ اہلیہ مکرم لطیف احمد صاحب شامل ہوتی ہیں اور جماعت احمدیہ کا موقف پیش کرتی ہیں۔ اردو بولنے والوں کیلئے یہ بہت اچھا پروگرام ہے جو ہر ہفتہ 11 بجے سے 1 بجے تک Live نشر ہوتا ہے۔

ڈیلس تربیتی کیمپ

ڈیلس میں خدام اور اطفال کا ایک تربیتی کیمپ منعقد کیا گیا جس میں Houston سے بھی خدام نے شرکت کی۔کل حاضری 30 کے قریب رہی۔ یہ کیمپ 17 دسمبر سے 19 دسمبر تک جمعہ، ہفتہ اتوار تین دن تک جاری رہا۔ نماز باجماعت تہجد اور درس قرآن کریم کا باقاعدگی سے اہتمام ہوتا رہا۔اس کے ساتھ واقفینِ نَو کی بھی والدین کے ساتھ ایک میٹنگ کا انتظام کیا گیا۔مزید برآں سپورٹس، سوال و جواب کی محفل اور خدام الاحمدیہ کی ماہانہ میٹنگ بھی اس کیمپ کا حصہ تھی۔

Houston

خدا کے فضل وکرم سے ہیوسٹن کی تین جماعتیں تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں میں ایک دوسرے سے خوب بڑھ رہی ہیں۔ Bryan and College Station ان دونوں شہروں میں پمفلٹ کی تقسیم کے لئے مقامی افراد جماعت نے میئروں سے ملاقات کا وقت لیا ہوا تھا چنانچہ ایک جماعتی وفد نے ملاقات کی۔ جماعت کا تعارف اور شہر میں پمفلٹ کی تقسیم سے آگاہ کیا گیا۔ دونوں نے اس کوشش کو سراہا۔ باوجود سردی کے شہر میں پمفلٹ کی تقسیم کی گئی مقامی اخبار نے اگلے دن شہ سرخی سے اس خبر کو شائع کیا اور جماعتِ احمدیہ کی اس کوشش کی تعریف کی۔

انٹرفیتھ ڈِنر

4 نومبر کو ہیوسٹن انٹرفیتھ منسٹری کی طرف سے شہر میں ڈنر کے انتظام کا اعلان کیا گیا جس کے مطابق ہر میزبان کیلئے 10 مختلف مذاہب کے نمائندگان بطور مہمان مدعو کئے گئے۔ خاکسار نے بھی ایک ڈنر کا اہتمام اپنے گھر پر کیا اور اس طرح دیگر احمدی خاندانوں نے بھی میزبانی کے فرائض ادا کئے اور بعض جگہوں پر احمدی بھی بطور مہمان مدعو تھے۔ جماعت کے تعارف اور تعلقات بڑھانے میں یہ ڈنر بہت ممد اور معاون ثابت ہوتا ہے اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہر سال اس کا انتظام ہوتا ہے۔

Feast of Sacrifice and Thanksgiving

ساؤتھ ہیوسٹن جماعت نے 18 نومبر کو Hess Club میں انٹرفیتھ سمپوزیم کا پروگرام بنایا۔ خدا کے فضل سے تین جماعتوں کی محنت اور کوشش سے یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا۔ صدر جماعت مکرم عامر ملک صاحب اور سیکرٹری تبلیغ شاہد احمد صاحب نے بہت محنت سے اس کو منظّم کیا۔عمائدینِ شہر، یونیورسٹی اور گورنمنٹ آفیشلز اور مذہبی لیڈران سے روابط کئے اور ماڈریٹر کے طور پر یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب کو دعوت دی۔ اس میں ہندو، یہودی، زرتشتی، عیسائی اور بدھ مذہب کے نمائندوں کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج تشریف لائے اور آپ نے فلسفہ قربانی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام اور شکر کے مضمون کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ ہمیں تو ہر لحہ شکر کی تعلیم دی گئی ہے۔ اگر ہم شکر گزار بندے بنیں گے تو خدا ہمیں مزید نوازتا چلا جائے گا۔ ڈاکٹر عامر ملک صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب کا شکریہ ادا کیا جوکہ پاکستان سے امریکہ آئے ہوئے تھے اور اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ آپ خدا کے فضل سے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں خدمتِ انسانیت کی سعادت پارہے ہیں۔ خدا کے فضل سے 200 کے قریب مہمانوں نے شرکت کی اور جماعت کی طرف سے مہمانوں کی خدمت میں ڈنر پیش کیا گیا۔اس تقریب کو نہ صرف عیسائی، یہودی، ہندو اور دوسرے غیر مسلم افراد نے سراہا بلکہ موجود مسلم مہمانوں نے خصوصاً ایسے وقت میں جماعت احمدیہ کی اس کوشش کو بجا طور پر خدمتِ اسلام قرار دیا جبکہ ہر طرف اسلام ایک دہشت گرد مذہب کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ خدا کے فضل سے اس انٹرفیتھ سمپوزیم کے انعقاد سے ہیوسٹن میں جماعت احمدیہ اسلام کی ایک امن پسند جماعت کے طور پر مشہور ہوگئی ہے اور تعلقات کے دائرے وسیع تر ہورہے ہیں۔

Thanksgiving Day in Houston

امریکہ میں 23 نومبر کو یہ تہوار بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے اور خدا کا شکر ادا کیا جاتا ہے تین سال سے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ایک Methodist Church ایک تقریب اس دن منعقد کرتا ہے جس میں ہر مذہب کا نمائندہ ایک موم بتی جلاتا اور اپنا تعارف پیش کرتا ہے اور خدا کے شکر کے ترانے گائے جاتے ہیں۔ خدا کے فضل سے اس سال بھی ہمیں جماعت کا تعارف اور شکر کے مضمون کی تفصیل بیان کرنے کا موقعہ ملا۔ اس موقعہ پر ناصرات الاحمدیہ نے حمدِ باری تعالیٰ پیش کی جس کا سامعین پر بڑا گہرا اثر ہوا۔

اس تقریب میں 6 مختلف Churches نے شمولیت کی اور سب نمائندگان مذاہب کو سٹیج پر جگہ دی گئی اور ایک خاص قسم کا ماحول تھا مختلف لیڈران سے تعارف ہوا اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے کی ہماری کوشش کو سراہا گیا۔ اس میں حاضری 300 کے قریب تھی۔ 13 دسمبر کو Humble کے میئر سے ملاقات ہوئی مکرم منعم نعیم صاحب نائب امیر جماعت امریکہ نے جماعت کا تعارف کروایا۔

سالانہ ریجنل اجتماع 2010ء

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ جنوبی مجالس امریکہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 23-24 اکتوبر 2010ء کو مسجد بیت السمیع ہیوسٹن میں یہ اجتماع منعقد کیا گیا۔ لجنہ اماء اللہ امریکہ کی سالِ رواں کی سرگرمیوں کا مرکزی عنوان Being Truthful to Allah's Commandments ہے۔ اجتماع کا نصاب بھی اسی مرکزی عنوان کے تحت ترتیب دیا گیا۔ اس اجتماع کی کارروائی کا خلاصہ پیش ہے:

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرضِ دُعا خط تحریر کیا گیا۔ صدر لجنہ ملک اور ریجنل مربی صاحب سے اجازت طلب کرنے کے بعد اس اجتماع کے انتظام و انصرام کی عملی کوشش شروع ہوئی۔ Emails کے ذریعہ متعدد مرتبہ پورے ریجن کی ممبرات کو اجتماع کے پروگرام، مقابلہ جات اور دیگر سرگرمیوں کی اطلاع دی گئی۔ پروگرام کے سرِ ورق پر لجنہ اماء اللہ کے عہد نامہ کے ساتھ اس سال پہلی مرتبہ لجنہ اماء اللہ کے جھنڈے کی تصویر شامل کی گئی۔ اس ریجن میں چھ بڑی جماعتیں Austin, Houston South, Houston North, Cypress Houston, New Orleans, Dallas شامل ہیں۔ عمر کے لحاظ سے ناصرات الاحمدیہ کے تین گروپ ہیں۔ عمر اور زبان کے تفاوت اور مقابلہ جات میں انصاف کے پہلو کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے لجنہ ممبرات کو مختلف گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ 15 سے 25 سال کی ممبرات عموماً طالبات ہیں اور ان کی سکول کی اور عام بول چال کی زبان انگلش ہے، ان کا علیحدہ گروپ بنایا گیا۔ 26 سے 40 سال کی عمر کی ممبرات کا دوسرا گروپ اور 41 سال سے بڑی عمر کی ممبرات کا علیحدہ گروپ تھا۔ اس گروپ بندی کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ اس اجتماع میں 7 سال کی ناصرہ سے لے کر عمر رسیدہ لجنات تک سب نے بہت دلچسپی سے پورے پروگرام میں حصہ لیا۔ الحمدللہ ہر سال بتدریج حاضری میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ہیوسٹن مسجد بیت السمیع کے دو ہالز میں علیحدہ علیحدہ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے اجتماعات کا انتظام کیا گیا تھا۔ 23 اکتوبر کو صبح کے اجلاس میں تلاوتِ قرآنِ کریم کیساتھ اجتماع کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ عہد نامہ اور تعارفی خطاب کے بعد اجتماع کے مقابلہ جات شروع ہوئے۔ مقابلہءِ حسنِ قرأت کیلئے مرکزی عنوان کے تحت آیات کا انتخاب کیا گیا تھا، حاضرات نے نہایت خاموشی اور پورے آداب کے ساتھ خوش الحانی سے پڑھی جانے والی قرآنی آیات کو سنا۔ تجوید کے ساتھ قرأت کا رجحان بڑھ رہا ہے۔

مقابلہ نظم میں دُرِّ ثمین، کلامِ محمود، کلامِ طاہر اور دُرِّ عدن سے منتخب شدہ اشعار شامل تھے۔ اس سال مقابلہ نظم میں ایک اور پہلو متعارف کروایا گیا ہے۔ حسبِ ارشاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

کچھ شعروشاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدّعا یہی ہے

آپؑ کے منظوم کلام میں تبلیغی، تعلیمی و تربیتی نصائح پنہاں ہیں۔ اور اس سے بھرپور استفادے کیلئے آپؑ کے منظوم کلام کو بھی بہت سوچ سمجھ کر پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اچھی آواز، صحتِ تلفّظ اور حسنِ ادائیگی کے علاوہ اشعار کا اپنے الفاظ میں مطلب بیان کرنا بھی اس مقابلے کا حصہ تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے شاملین نے بہت اچھی تیاری کی ہوئی تھی اور انہوں نے معانی کے ساتھ ساتھ نظموں کا پس منظر بھی بیان کیا جو علم اور دلچسپی میں اضافے کا باعث بنا۔ یہاں ایک بات بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے۔ پہلے گروپ میں بہت سی ایسی ممبرات نے اس مقابلہ میں شوق سے حصہ لیا ہوا تھا جن کیلئے اُردو پڑھنا یا بولنا آسان نہیں ہے۔

ورکشاپس تعلیم و تربیت کا اہم حصہ ہیں۔ اس غرض کیلئے لجنہ اماء اللہ جنوبی مجالس کے عمر کے لحاظ سے دو گروپ بنائے گئے۔ گروپ 1 کو ''سیرت النبی ﷺ'' کے عنوان پر ورکشاپ تیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ دوسرے گروپ کیلئے ''خواتین کے حقوق و فرائض'' کا عنوان منتخب کیا گیا۔ ان ورکشاپس کی تیاری کیلئے اجتماع سے قبل کانفرنس کالز کا انتظام کیا گیا جس میں ریجنل صدر صاحبہ کی زیرِ نگرانی ہر جماعت کی مقامی صدر صاحبہ اور گروپ لیڈرز نے شرکت کی اور ورکشاپ کی تیاری پر بات ہوئی۔ اس اجتماعی کوشش سے اور آپس میں بانٹ کر تیاری کرنے کی وجہ سے بہتر مفید معلوماتی ورکشاپس تیار ہوئیں، ہر جماعت کو اپنے حصے کے عنوانات پر بہتر طور پر تیاری کا موقعہ ملا۔ زیادہ سے زیادہ معلومات شامل کرنے کیلئے سلائیڈز بنائی گئیں اور خوبصورت انداز میں پورے ریجن کی نمائندگی میں یہ ورکشاپس پیش کی گئیں۔ Sisterhood کے اس عملی نمونہ کی وجہ سے وقت کی بچت بھی ہوئی جس کی وجہ سے اجتماع کا پورا پروگرام منظّم طریق پر پیش کیا گیا، الحمدللہ۔

نمازِ ظہر و عصر کے بعد سے لے کر رات تک کا وقت کھیلوں کے لئے مخصوص تھا۔ جس میں Organizers نے مختلف عمر کی ممبرات کیلئے کھیلوں کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ایسے مواقع عموماً خواتین کو کم ملتے ہیں اس لئے پروگرام کا یہ حصہ کھیلنے والیوں اور کھیل دیکھنے والیوں دونوں کیلئے خصوصی دلچسپی کا حامل رہا۔ مینا بازار اور نمائش بھی ساتھ ساتھ جاری تھی۔ نمازِ عشاء اور کھانے کے بعد ادبی نشست کا انتظام تھا جس میں پہلے بیت بازی کا مقابلہ ہوا اور پھر Talent Search کے تحت چند حاضرات نے ادب پاروں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اپنی خاص استعدادوں کے ذریعہ سے حاضرات کو محظوظ کیا۔ اس Search سے غرض یہ تھی کہ ایسی ممبرات جنہیں خدا نے کوئی ایسی قابلیت، استعداد اور غیر معمولی ذہانت عطا کی ہوئی ہے جس کا تحدیثِ نعمت کے طور پر ذکر اور اظہار دوسروں کیلئے مفید ثابت ہوسکتا ہے، اس اجتماعی موقعہ پر شامل کیا جائے۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے لجنہ اماء اللہ کو بہت سے Talents سے نوازا ہوا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

اگلے دن نمازِ تہجد اور فجر کے بعد درس القرآن کریم تھا۔ بعد ازاں صبح کی سیر اور ناشتے کا انتظام تھا۔ آج کے اجتماع کے پروگرامز میں حفظِ قرآن اور فی البدیہہ تقریر کے مقابلہ جات شامل تھے۔ ایک ورکشاپ بھی پیش کی گئی۔ ریجنل صدر صاحبہ نے اچھی حاضری اور کامیاب پروگرام پر خدا تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکّر پیش کیا اور ممبرات کو نصائح کیں۔ بعد ازاں اسناد کی تقسیم عمل میں آئی۔ دعا اور نمازِ ظہر اور عصر کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر مذہبی جوش، خلوصِ نیّت اور یکجہتی کے ساتھ ایسے اجتماعات منظّم کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے، ان عاجزانہ کوششوں کو قبول فرمائے اور اپنی راہ میں سب کام کرنے والوں کو جزائے خیر دے، آمین۔

❁❁❁❁❁

شذرات

(پروفیسر راجہ نصراللہ خان)

اتنی ہی ضرورت آج بھی ہے

وسیع المطالعہ صحافی غلام اکبر اپنے کالم ''شناخت'' مطبوعہ ''نوائے وقت'' میں تحریر کرتے ہیں:

''ترقی کے تمام سچے دعووں کے باوجود انسان آج بھی اپنی ان جبلّتوں کا قیدی ہے جن جبلّتوں نے ہزارہا سال پہلے کرہ ارض کو حق و باطل اور عدل و جبر کے درمیان نہ ختم ہونے والی جنگ کا میدان بنایا تھا۔

جو جنگ ابراہیمؑ و نمرود ...... موسیٰؑ و فرعون ......عیسیٰؑ و ہیروڈ اور حضرت محمدؐ و قریشانِ مکّہ کے درمیان ہوئی تھی وہ جنگ آج بھی جاری ہے۔

اگر ہم اپنے آس پاس نظریں دوڑائیں تو ہمیں ابوجہل بھی ملیں گے، ابولہب بھی ملیں گے۔ عتبہ، امیہ اور شیبہ بھی ملیں گے اور عبداللہ بن ابی تو بے حساب ملیں گے۔ پھر ہم کس دلیل کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ آج کے دور کو محمدؐ کی ضرورت نہیں؟

یہ درست ہے کہ آپؐ کی رحلت 8/جون 632ء کو ہوئی۔ مگر کیوں نہ ہم حضرت ابوبکرؓ کے وہ الفاظ یاد کریں جو انہوں نے آپؐ کی رحلت کی خبر پر اہل مدینہ سے کہے تھے:

''لوگو اگر آپ کو محمدؐ سے عشق تھا تو محمدؐ اب اس دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن اگر آپ کو عشق رسول اللہ اور ان کے دین سے ہے تو وہ تاقیامت زندہ رہے گا''۔

مطلب اس بات کا یہ ہے کہ جو پیغام محمدؐ لائے تھے اور جو انقلاب انسانی معاشرے میں محمدؐ نے بپا کیا تھا وہ پیغام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس لئے زندہ رہے گا کہ جب تک دنیا میں ظلم و بے انصافی موجود ہے، وحشت و درندگی کا راج ہے اور بداعمالی اور بدکرداری کا دور دورہ ہے، محمدیؐ انقلاب کی ضرورت نہ تو مٹے گی اور نہ ہی کم ہوگی۔

جو لوگ پاکستان کا رشتہ محمدیؐ انقلاب کے ساتھ جوڑنے کے مخالف ہیں انہیں مَیں مشورہ دوں گا کہ وہ کیرن آرمسٹرانگ کی کتاب "Mohammad Prophet For Our Time" (محمد...... ہمارے عہد کا پیغمبر) ضرور پڑھیں۔

اپنے دیباچے میں کیرن آرمسٹرانگ لکھتی ہیں:

''ساتویں صدی کے عریبیا (Arabia) میں جو واقعات رونما ہوئے ان کی مماثلت مجھے آج کے دور میں نظر آتی ہے۔ محمدؐ کوئی مذہبی عقیدہ نافذ نہیں کر رہے تھے۔ وہ لوگوں کے دل و دماغ تبدیل کر رہے تھے۔ انہوں نے قبل از نبوت کے عہد کو جاہلیہ کہا۔ اس کا مطلب عام طور پر دورِ جہالت لیا جاتا ہے۔ مگر آج کی تحقیق بتاتی ہے کہ اس اصطلاح کا تعلق تاریخ کے کسی دَور سے نہیں، اس ذہنی حالت سے تھا جو قتل و غارت، ظلم و جبر اور وحشت و بربریت کی وجہ بنی ہوئی تھی۔ مَیں دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ آج کی دنیا (مغرب ہو یا مشرق) اسی حالت کا شکار ہے۔ **محمدؐ زمان و مکان کی قید سے آزاد شخصیت کا نام ہے۔ جتنی ضرورت ساتویں صدی کی دنیا کو محمدؐ کی تھی اتنی ہی ضرورت محمدؐ کی آج کی دنیا کو بھی ہے''۔**

......آج یہ خاتون اسلام کی سکالر ہے اور اس کی تازہ تصانیف اس نقطۂ نظر کی مظہر ہیں کہ پھر کسی محمد (ﷺ) کو دنیا میں ابھرنا چاہئے۔

یہی وجہ ہے کہ مَیں کہہ رہا ہوں ''پاکستان کو ایسی شخصیت...... ایسے لیڈر کی ضرورت ہے جو ان راستوں پر چلنے کی کوشش کرے جن پر آپؐ چلے تھے''۔

(نوائے وقت۔ مورخہ 11/دسمبر 2010ء کالم 3-4-5

ادارتی صفحہ)

❁❁❁❁❁❁

امداد طلباء

پسماندہ ممالک میں بہت سے والدین مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتے۔ ایسے مستحقین کے لئے جماعت میں ''امداد طلباء'' کے نام سے فنڈ قائم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس فنڈ میں سے مستحق طلباء کی مدد کی جاتی ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک کے ہزاروں طلباء اس فنڈ سے استفادہ کر رہے ہیں۔ جو مخیّر احباب اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ احمدیہ مسلم جماعت (AMJ) کے نام اپنی رقوم/چیکس براہ راست یا اپنی جماعت کی معرفت وکالت مال لندن کو بھجوا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

حضرت مصلح موعودؓ کی چند یادیں

ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ فروری 2009ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی یادوں کے حوالہ سے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی ایک نادر تحریر شائع ہوئی ہے۔ اسی حوالہ سے حضرت سیدہؓ کا ایک مضمون قبل ازیں ''الفضل انٹرنیشنل'' 18؍فروری 2005ء کے اسی کالم میں شامل اشاعت ہوچکا ہے۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضورؓ نے تمام عمر مجھ سے محبت کی بلکہ سب بہن بھائیوں سے بڑھ کر اپنے پیار سے مجھے شرف بخشا۔ ایک اُن کا احسان جس کی بابت جب میں سوچتی ہوں تو دل آج تک شکرگزاری کے جذبات سے بھر جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہوا۔ اس وقت باوجود اس کے کہ سب دوسرے لوگ بھی موجود تھے، مَیں دروازہ کھول کر اندر کی جانب کھڑی ہوگئی۔ آنکھ سے آنسو نہ نکلتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا اندھیر ہوگئی ہے اور زمین قدموں تلے سے نکلی جارہی ہے۔ اس وقت وہ خود رو رہے تھے اور دعائیں کر رہے تھے۔ پلٹ کر مجھے دیکھا اور میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر قریب لے گئے۔ روتے روتے میرا سر جھکایا اور کہا کہ لو پیشانی پر بوسہ دو۔ اگر اُن کا سہارا نہ ہوتا اور اگر وہ میرا خیال نہ کرتے تو شاید میں جھجکتی رہ جاتی اور عمر بھر پچھتاتی۔ آج وہ مبارک لب خاموش تھے جن کا اپنی پیشانی پر بوسہ دینا مجھے یاد تھا۔ آج اسی بھائی کے طفیل میں اُن کی پیشانی پر بوسہ دے رہی تھی۔

بچپن میں انہوں نے مجھ سے خاص محبت کی۔ ہمیشہ میرا خیال رکھا۔ کئی آڑے وقتوں میں میری مدد کی۔ یہ تو تمام عمر کے آخر تک کے محبت کے مظاہرے ہیں جن کو میں ہر وقت یاد کرتی ہوں۔ بچپن میں تو غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ کبھی بڑے بھائی بہنوں کو جھڑک بھی لیتے ہوں گے۔ مگر یہاں تو محض پیار اور ناز برداری ہی تھی۔ ایک دفعہ بھی کبھی ٹیڑھی نظر سے نہ دیکھا۔ میرا بھی حال تھا کہ ہر بات پر شکایت یا ''ابا سے'' یا بڑے ''بھائی'' سے۔

ایک دفعہ پیر منظور محمد صاحبؓ میرے استاد مرزا افضل بیگ صاحب سے گراموفون مانگ لائے اور ریکارڈ چلانے لگے۔ میں چھوٹی تھی اور وہ عجیب سے اشعار میرے لئے نئی چیز تھے۔ میں نے کہا پیر جی میری کاپی پر یہ شعر لکھ دو۔ انھوں نے بے خیالی میں لکھ دیا۔ ایک مصرعہ یاد ہے۔

ستم سے باز آ ظالم قیامت آنے والی ہے

میں فوراً بھاگی اور آ کر ''بڑے بھائی'' کو دکھایا کہ یہ پیر جی سے لکھوا کر لائی ہوں۔ میرے ہاتھ سے کاپی لی اور وہیں کھڑے کھڑے کاپی پر لکھ دیا۔

اگر لایا کئے ایسی گھروں کو کاپیاں بچے
تو حضرت آپکی اک روز شامت آنے والی ہے

اور کہا اب جا کر پیر جی کو یہ دکھا دو۔ اُن دنوں وہ گول کمرہ میں ہمارے ہاں ہی رہتے تھے۔ میں نے جا کر دکھا دیا۔ پیر جی نے کہا: توبہ توبہ لاحول ولاقوۃ الاّ باللّٰہ، مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی۔ اور چاک کرنے لگے۔ میں نے اُن کو کہا: اپنے شعر کو پھاڑ دو، بڑے بھائی کا شعر میں نہیں پھاڑنے دوں گی۔ اس واقعہ کا بھی ہم آپس میں اکثر ذکر کرتے اور ہنسی ہوتی۔

اپنے اشعار ضرور پہلے مجھے سناتے۔ دو تین بار مصرعہ مَیں نے لگا دیا۔ اُس کو پسند کیا اور شامل کرلیا۔ شادی کے بعد جب میں آتی۔ میری آواز سن کر یا معلوم کر کے کہ میں آئی ہوں فوراً تشریف لے آتے۔ خوشبو پسند تھی خود بھی وقتِ فرصت تیار کرتے۔ مجھے ضرور لگاتے اور پسند کرواتے۔ جو بات نئی میری غیر حاضری میں ہوتی مجھے ضرور سناتے۔

جب مجموعہ ''کلام محمود'' شائع ہوا۔ مجھ سے پوچھا: ٹھیک ٹھیک تم بتاؤ تم کو میرا کون سا شعر سب سے زیادہ پسند ہے۔ میں نے کہا۔

حقیقی عشق گر ہوتا تو سچی جستجو ہوتی
تلاش یار ہر ہر دِہ میں ہوتی کُو بہ کُو ہوتی

فرمایا: تم نے اچھا انتخاب کیا ہے۔

مَیں بہت چھوٹی تھی۔ آپ باہر ڈھاب میں کشتی چلانے گئے ہوئے تھے۔ دولڑ کے آئے اور کہا کہ میاں ٹب مانگ رہے ہیں۔ ٹب دیدیا گیا اور میں نے اس وقت اپنی زندگی کا پہلا شعر کہا۔ جب آئے تو خوشی سے لپٹ کر کہا: بڑے بھائی میں نے تمہارے لیے شعر بنایا ہے (اس عمر میں ہم شعر کہتے نہیں تھے بلکہ بناتے تھے) فرمایا: بتاؤ کیا؟ میں نے بڑے فخر سے سنایا کہ

ٹب لینا تھا ٹب لے گئے
کشتی چلانی تھی کشتی چلا گئے

اس کو بھی یاد کر کے اب تک ہنسا کرتے تھے۔ آہ! وہ کشتیٔ اسلام کا ناخدا کشتی چلا کر رخصت ہوگیا۔ خدا تعالیٰ ہمارے تمام بیڑے پار لگائے اور یہ کشتیاں تمام دنیا میں دولت ایمان تقسیم کرتی پھریں۔ آمین۔

حضرت مسیح موعودؑ کو بھی علم تھا کہ مَیں ان سے اور وہ مجھ سے بہت مانوس اور بے تکلّف ہیں۔ آپ اب بڑے ہوچکے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ سے بچپن کی بے تکلّفی سے کچھ طلب نہ کرتے تھے۔ ویسے بھی سوال کرنا آپ کو ناپسند تھا۔ مگر وہاں تو ادب کا بھی حجاب تھا۔ چند بار مجھے ہی حضرت مسیح موعودؑ نے کہا کہ محمود کچھ خاموش اور اداس ہے تم کو بتائے گا۔ تم بھائی سے پوچھو کسی چیز کی ضرورت ہے؟۔ دو تین بار کا تو مجھے یاد ہے، ایک دفعہ میرے پوچھنے پر کہا: ''بخاری منگا دیں''۔ پھر کئی جلدوں میں بہت سے پارے بخاری شریف کے آئے تھے۔ ایک بار کہا: ''سول اخبار میرے نام جاری کرا دیں''۔ وہ بھی ہوگیا۔

ایک بار حضورؑ نے بھائی جان کو جن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی لاہور سے واپس بلا لینے کو کہا اور ساتھ ہی کہا کہ ان کا زیادہ لاہور رہنا مَیں پسند نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو آپؓ سے واضح طور پر محبت اور آپؓ کی قدر تھی۔ کم عمری میں بھی مجھ پر یہ اثر تھا کہ مبارک چھوٹا ہے، میں لڑکی ہوں اس لئے زیادہ خیال میرا رکھتے اور مبارک سے زیادہ پیار کرتے ہیں مگر اصل میں سب سے زیادہ میرے ابا کو پیارے میرے بڑے بھائی ہیں۔ ایک بار آپؓ لاہور گئے ہوئے تھے کہ کوئی شخص تربینیاں لایا۔ ایک لمبوترہ خربوزہ جس کو تربنی کہتے ہیں۔ ہماری طرف پیدا نہیں ہوتا تھا کہیں دُور سے آیا تھا۔ بہت شیریں تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک تربنی ہاتھ میں لے کر دیکھ رہے تھے اور فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ اِس وقت یہ لے جاسکتا اور محمود کو دیتا۔

حضرت امّاں جانؓ سے حضرت بڑے بھائی کو بہت محبت تھی۔ ایک خط میں حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا کہ محمود اپنی والدہ سے بہت مانوس ہے وغیرہ وغیرہ (خط میرے میاں مرحوم کے نام ہے)۔

حضرت امّاں جانؓ ایک بار بیمار ہوئیں۔ ہم سب پریشان تھے۔ آپؓ مجھے الگ لے گئے اور کہا: اماں جان کے لئے بہت دعا کرو مگر ایک دعا میں کرتا ہوں تم بھی کیا کرو کہ ہماری اماں جان کو خدا تعالیٰ بڑی عمر دے، اُن کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ لیکن ''اب ہم پانچوں میں سے کسی کا غم اماں جان نہ دیکھیں''۔ یہ دعا کبھی نہ بھولنا۔

حضرت اماں جانؓ کی وفات ہوئی۔ میں آپ کی چھاتی سے لگ گئی۔ میرے آنسو بہنے لگے۔ مجھے سینہ سے لگا کر فرمایا: بالکل نہ رونا صبر! صبر!۔ اور آپ کی اپنی آواز بھرّا رہی تھی۔ حضرت اماں جانؓ کا سارا گھر کا سامان اور جو زیور کپڑا تھا، سب میرے سپرد کردیا اور مجھے کہا: یہ میں نے سب تم کو دیدیا ہے، میرے خیال میں یہ تمہارا حق ہے۔ میں نے کہا: میں نے آخر سب کو دینا ہے۔ یہ تبرکات ہیں۔ اماں جانؓ میں سب کا حق ہے۔ کہنے لگے: میں نے تم کو اختیار دیا، میں نے تم کو دیا ہے چاہے دو چاہے نہ دو۔ حتیٰ کہ جب میں نے چیزیں بانٹیں تو سب کو دیں۔ آپؓ کے حصّہ میں دو تین زیورات آئے۔ مَیں نے پیش کردئے تو جب بھی یہی کہا میں تو تم کو دے چکا ہوں۔ میں نے ان کی بچیوں کو اور ناصر احمد کو تینوں چیزیں تقسیم کردیں۔ ناصر احمد کو اس لئے کہ دراصل اماں جانؓ فرماتی تھیں کہ اب یہ چیزیں جو میری ہیں یہ سب ناصر احمد کی ہیں اور خود حضرت بھائی صاحب کو بھی اماں جان کے اس خیال کا ایک حد تک علم تھا۔

مَیں نے ایک دن کہا کہ حضرت اماں جانؓ کے کپڑوں کا تبرک بہت لوگ مجھ سے مانگتے ہیں، وہ اپنی زندگی کے آخری سال میں خود بہت تقسیم کرچکی ہیں۔ کپڑے کم ہیں اب اتنے لوگوں میں کس طرح تقسیم کروں۔ آخر ہم سب نے بھی اُن کا تبرک نشانی رکھنا ہے۔ فرمایا: اماں جان کو بھی خدا تعالیٰ نے خاص برکت دی تھی۔ اُن کا ایک رومال بھی تبرک ہے۔ بیشک کرتہ کی آستین ہو یا پاجامہ کا پائنچہ ٹکڑے کرکر کے تقسیم کردو۔ برکت سے غرض ہے۔

آخری وقت بیماری اور ضعف کے زیادہ بڑھ جانے کے ایام میں بھی جبکہ آواز بھی مشکل سے نکلتی تھی جب میں جاتی مجھے دیکھ کر ہمیشہ بلا ناغہ (درّثمین کا) یہ شعر میری آمین کا پڑھتے رہے۔

ہوا اِک خواب میں یہ مجھ پہ اظہر
کہ اس کو بھی ملے گا بخت برتر

ایک دن میں نے کہا آپ روزانہ یہ شعر پڑھتے ہیں، اچھا ہے میرے لئے دوہری دعا ہورہی ہے۔

میری دونوں بھاوجیں شب و روز خدمت میں تھیں۔ اُن کی خدمت سے خوش تھے اور ظاہر تھا کہ اُن کی قدر آپ کے دل میں بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم دے۔ آمین۔ مگر یہ بہن بھائی کا لاڈ تھا کہ جب میں جاتی اکثر کہتے ''دیکھو یہ مجھے ستاتی ہے''۔ وہ کہتیں بس بہن کو دیکھا اور شکایت ہماری شروع کردی۔ پھر اُن کی دلداری کرتے۔ مگر یہ شکایت بڑے ناز سے ضرور ہی ہوتی تھی۔

سیدہ مہر آپا کا ایک احسان ان کی بے خبری میں ہی مجھ پر ہوگیا جو میرے دل میں نقش ہے۔ چار پانچ روز قبل یہ حالت تھی کہ آپؓ کے لبوں سے کان لگا کر میں پوچھتی کہ کیسی طبیعت ہے اور بمشکل ہلکی سی آواز ہونٹوں سے نکلتی: 'اچھا ہوں'۔ اس آخری مہینے میں 'اچھا ہوں' ہی کہتے تھے ورنہ مجھے تو ہمیشہ کہتے بیمار ہوں دعا کرو بڑی تکلیف ہے، قادیان یاد آتا ہے وغیرہ مگر اب صرف یہی کلمہ 'اچھا ہوں' کہتے تھے۔ اچھا ہونے کا وقت جو آچکا تھا۔ خیر میں اب آواز کو ترس گئی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ پھر ایک بار میرا نام لے کر پکاریں، پھر ایک بار وہ شعر پڑھ دیں کہ ایک دن جب میری دونوں بھاوجیں کھانا کھلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اب حالت یہ تھی کہ ایک چمچہ بھی خوشی سے منہ کھول کر نہ لیتے تھے۔ غذا قریباً بند تھی۔ منّتیں کر کے منہ میں چمچہ دیتی تھیں کہ ایک لے لیں اور لے لیں۔ اُس وقت مہر آپا کھلا رہی تھیں۔ میں بھی ساتھ تھی۔ میں بھی کہہ رہی تھی ایک چمچہ تو لے لیں کہ مہر آپا نے کہا دیکھیں تو آپ کی بہن کہہ رہی ہے اب تو کھالیں۔ بھلا کس کے پیارے بھائی ہیں؟ فوراً کافی بلند صاف آواز سے کہا: ''مبارکہ کا''۔ میرا دل شاد شاد ہوگیا۔ میری جان اس محبت بھری آواز پر قربان۔ اب کہاں سے سنوں گی۔ خدا مہر آپا پر سارے فضل فرمائے۔ اگر وہ نہ کہتی تو میرا دل پھڑکتا رہ جاتا۔ دل اُن کی فرقت میں اب دن بدن زیادہ سے زیادہ بے چین ہے۔ مگر اب وہ یہاں تو مل نہیں سکتے۔

''جنت کے مسافر سے ہمیں جا کے ملیں گے''

پندرہ روزہ ''المصلح'' کراچی اکتوبر 2008ء میں مکرم احسان اللہ قمر صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

مری قسمت میں لکھی شب تجھے ڈھلنا ہوگا
مہِ کامل کو مرے گھر میں اترنا ہوگا
راحت زیست کی خواہاں ہے مری ذات مگر
بزم مقتل جو سجی پھر، مجھے چلنا ہوگا
کیا مرا خون سجا دے گا تری بزم تو پھر
رنگ تصویر میں کچھ اور بھی بھرنا ہوگا
ہے مرا جرم بلالی سو ہوں مسرور بہت
حشر میں، دین کے غاصب تجھے ڈرنا ہوگا
اے میرے چاند بتا ہجر رہے گا کب تک
کب مرے دیس میں اب تیرا نکلنا ہوگا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
18th February 2011 – 24th February 2011

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 18th February 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:45 Insight & Science and Medicine Review
01:20 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th April 1996.
02:35 Historic Facts
03:05 MTA World News & Khabranama
03:50 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th March 1995.
04:55 Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 27th June 2010.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Historic Facts
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:35 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40 Siraiki Muzakarah
09:30 Rah-e-Huda
11:00 Indonesian Service
11:55 Tilawat
12:05 Zinda Log
13:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
14:10 Dars-e-Hadith
14:20 Live Bengali Service
16:30 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:50 Friday Sermon [R]
18:05 MTA World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
19:35 Yassarnal Qur'an
20:05 Fiqah Masail
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Science and Medicine Review & Insight
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 19th February 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:45 International Jama'at News
01:20 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th April 1996.
02:20 MTA World News & Khabranama
02:55 Friday Sermon: rec. on 18th February 2011.
04:05 Zinda Log
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 International Jama'at News
07:00 Zinda Log
07:15 Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 30th July 2010.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 25th July 1997.
09:40 Friday Sermon [R]
10:50 Yassarnal Qur'an
11:15 Indonesian Service
12:20 Tilawat
12:35 Zinda Log
12:50 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:40 Bangla Shomprochar
14:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Live Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
19:35 Faith Matters: an English question and answer programme.
20:35 International Jama'at News
21:10 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:50 Friday Sermon [R]

Sunday 20th February 2011

01:00 MTA World News & Khabranama
01:35 Tilawat
01:45 Dars-e-Hadith
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 23rd April 1996.
03:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:25 Friday Sermon: rec. on 18th February 2011.
04:40 Zinda Log
04:55 Faith Matters: an English question and answer programme.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:45 Musleh Ma'ood Day
08:15 The Life of Hadhrat Musleh Ma'ood
09:30 Musleh Ma'ood Day
11:00 Musleh Ma'ood Day
12:00 Tilawat
12:15 Dars-e-Hadith
12:30 Musleh Ma'ood Day
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:15 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:35 Musleh Ma'ood Day
18:00 MTA World News
18:20 The Life of Hadhrat Musleh Ma'ood [R]
19:40 Musleh Ma'ood Day
20:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
21:55 Friday Sermon [R]
23:05 Musleh Ma'ood Day

Monday 21st February 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
00:30 Tilawat
00:50 Dars-e-Hadith
01:05 Musleh Ma'ood Day
01:30 International Jama'at News
02:00 Musleh Ma'ood Day
03:00 MTA World News & Khabranama
03:40 Friday Sermon: rec. on 18th February 2011.
04:45 Musleh Ma'ood Day
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:10 Seerat-un-Nabi (saw)
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st May 1999.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 10th December 2010.
11:00 Musleh Ma'ood Day
11:45 Tilawat
12:00 International Jama'at News
12:30 Zinda Log
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon: rec. on 20th May 2005.
14:50 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
15:15 Musleh Ma'ood Day
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th April 1996.
20:40 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:20 Musleh Ma'ood Day
23:00 Friday Sermon [R]

Tuesday 22nd February 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
00:35 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th April 1996.
02:50 MTA World News & Khabranama
03:30 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31st May 1999.
04:30 Seerat-un-Nabi (saw)
04:55 Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 31st July 2010.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Science and Medicine Review & Insight
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:35 MTA Variety
08:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:05 Question and Answer Session: recorded on 3rd March 1996. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 16th April 2010.
12:00 Tilawat
12:10 Zinda Log
12:40 Science and Medicine Review & Insight
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 2nd November 2008.
15:10 Yassarnal Qur'an
15:30 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 18th February 2011.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:10 Real Talk

Wednesday 23rd February 2011

00:15 MTA World News & Khabranama
00:45 Tilawat
00:55 Dars-e-Malfoozat
01:10 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th April 1996.
02:10 Learning Arabic
02:30 Yassarnal Qur'an
03:00 MTA World News & Khabranama
03:35 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:05 Question and Answer Session: recorded on 3rd March 1996. Part 2.
05:00 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 2nd November 2008.
06:00 Tilawat
06:15 Seerat-un-Nabi (saw)
06:45 Yassarnal Qur'an
07:15 Zinda Log
07:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00 Question and Answer Session: recorded on 25th March 1996. Part 1.
09:40 Indonesian Service
10:40 Swahili Service
11:55 Tilawat
12:05 Dars-e-Hadith
12:30 Zinda Log
13:05 Friday Sermon: rec. on 27th May 2005.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Dua-e-Mustaja'ab
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:15 Fiqah Masail
16:50 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
17:35 Land of the Long White Cloud
18:05 MTA World News
18:25 Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 19th May 2004.
19:25 Real Talk
20:30 Yassarnal Qur'an [R]
21:00 Fiqah Masail [R]
21:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:45 Friday Sermon [R]

Thursday 24th February 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
00:30 Tilawat
00:40 Dars-e-Hadith
00:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996.
02:05 Fiqah Masail
02:35 MTA World News & Khabranama
03:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
03:40 Friday Sermon: rec. on 27th May 2005.
04:45 Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 1st August 2010.
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:50 Mosha'irah
07:40 Yassarnal Qur'an
08:05 Faith Matters: an English question and answer programme.
09:10 Khuch Yaadain Kuch Baatain
10:05 Indonesian Service
11:10 Pushto Service
12:05 Tilawat
12:20 Zinda Log
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 18th February 2011.
14:05 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th March 1995.
15:10 Mosha'irah [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
19:30 Faith Matters [R]
20:35 Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 28th December 2010, from Fazl Mosque.
21:40 Tarjamatul Qur'an class [R]
23:05 Mosha'irah [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 11 February , 2011 | Issue No. 06

پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی چند جھلکیاں

(دوسری قسط)

مولویوں کی ربوہ میں بلاوجہ پیدا کردہ بے چینی

ربوہ: 29 دسمبر 2010ء کی شام ربوہ کی مرکزی مسجد کے دروازے پر چند پولیس اہلکار کچھ مولویوں کے ساتھ آدھمکے اور تقاضا کیا کہ انہیں مسجد کے اندر جا کر معائنہ کرنے دیا جائے کہ مسجد پر میناروں کی تعمیر تو نہیں کی جارہی؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس مسجد کے پہلے سے مینارے موجود ہیں اور مزید تعمیر کی کوئی ضرورت اور گنجائش ہی نہیں ہے۔ مسجد کی حفاظت کی ڈیوٹی پر موجود احمدیوں نے پولیس کو بتایا کہ ہم آپ کو اس طرح مولویوں کو ساتھ لے کر مسجد کے اندر جانے نہیں دے سکتے ہیں۔

اسی دوران مقامی تھانیدار، سیکیورٹی اور انٹیلی جنس اداروں کے اہلکار بھی موقع پر پہنچ گئے۔ چونکہ پاکستان بھر کے مولویوں نے اس واقعہ کے دو دن بعد یعنی 31 دسمبر 2010ء کو ''توہین کے قانون'' کے حق میں ملک گیر ہڑتال اور مظاہروں کی دھمکی دے رکھی تھی، ویسے بھی پاکستان بھر میں احمدیوں کے لئے امن وامان کی صورت حال کسی بھی طور پر تسلی بخش نہ ہے۔ ان تمام امور کے پیش نظر احمدیہ جماعت کے اکابرین بھی موقع پر آ گئے۔ مشہور مولوی شبیر عثمانی سمیت کئی مولویوں کو دیکھ کر جماعت احمدیہ کے عہدیداران نے پولیس کو بتایا کہ ان کو ساتھ لے کر مسجد کے احاطہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔ جس پر تھانیدار نے خود ہی تجویز رکھی کہ صرف وہ اندر جا کر معائنہ کرے گا اور مولوی ساتھ اندر نہیں جائیں گے۔

اور پھر تھانیدار نے اندر جا کر دیکھا کہ کسی بھی نئے مینار کی تعمیر نہیں کی جارہی، صرف پرانے میناروں کی مرمت کا کام ہورہا ہے۔ اپنا اطمینان کرنے کے بعد اپنے حکام بالا اور مولویوں کو اس ایس ایچ او نے یہی رپورٹ دی جس کے نتیجہ میں وہ افسران مطمئن ہوگئے اور وقتی طور پر مولوی منتشر ہوگئے۔ بعد میں ضلعی پولیس چیف کو بھی سب معاملہ اچھی طرح بتا دیا گیا۔ مگر جس معاشرے میں مولوی شرارت وفساد پر کمر بستہ ہوں اور انتظامیہ یرغمال ہو وہاں معاشرے کے امن وسکون کو وقتی ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔

احمدیہ مسجد خطرے میں

چک نمبر 20/NP ضلع رحیم یار خان: اس گاؤں کی مقامی احمدی آبادی نے 1970ء میں اپنی ایک مسجد تعمیر کی تھی جس پر روایتی مینارے ہیں اور قبلہ رخ ایک محراب بھی تعمیر کیا گیا تھا۔ اب ایک مُلاّں راشد مدنی مقامی آبادی کو اکسانے میں مصروف ہے کہ کسی طرح جماعت احمدیہ کی مسجد کے مینارے گرانے میں وہ اس کے ساتھ شامل ہوجائیں۔ یہ مولوی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کارکن ہے اور سارے گاؤں میں احمدیت کے خلاف زہریلے مواد پر مشتمل پمفلٹ بھی تقسیم کر چکا ہے۔

اب حکومتی انتظامیہ کی رائے ہے کہ ''قانون'' کے مطابق احمدیوں کی ''عبادت گاہیں'' مسلمانوں کی مساجد کی طرح نظر نہیں آنی چاہئیں، اور دوسری طرف مولوی ہے کہ وہ پاکستان کے زمین کے متعلق قوانین، PPC 153A کی بھی خلاف ورزی کر رہا ہے اور احمدیوں کے خلاف دیدہ ودانستہ مذہبی جذبات انگیخت کرتے ہوئے نفرت اور فساد کی راہیں کھول رہا ہے، یعنی جہاں یہ مولوی ملک میں احمدیوں کے جذبات کے ساتھ کھیلتے ہیں وہاں ان کی زندگیوں کے لئے خطرات بھی پیدا کرتے ہیں۔

جہلم میں اشتعال پھیلانے کی مہم

جہلم: گزشتہ کئی ہفتوں سے اس ضلع میں احمدیت مخالف، نفرت کے سوداگر انتہائی سرگرم ہیں۔ ان ظالموں نے عیدالاضحیٰ کے موقع کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے خوب استعمال کیا۔ یعنی شہر کی تمام اہم، عوامی گزرگاہوں چوراہوں اور سڑکوں پر، احمدیہ مسجد کی طرف آنے جانے والے راستوں پر احمدیت مخالف زہریلے پوسٹر چسپاں کئے گئے۔ پوسٹر کا عنوان تھا ''فتنہ قادیانیت'' جس میں بانی جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت بیہودہ، اخلاق سے گری ہوئی غلیظ زبان کا استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو تشدد اور فساد پر اکسایا گیا۔ اور بانی جماعت احمدیہ کی تحریرات میں مجرمانہ تحریف کرتے ہوئے، اقتباسات کو سیاق وسباق سے قطع وبرید کر کے اس شکل میں پیش کیا کہ عوام بانی جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ قرآن کریم اور صحابہ کرام کا گستاخ یقین کریں۔

لوگوں میں نفرت اور فساد پیدا کرنے کے لئے کسی کے خلاف اس طرح کی مجرمانہ تشہیر آئین پاکستان کی دفعہ PPC295A اور دفعہ PPC153A کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ مگر پاکستان میں مُلاّں کی طرف سے ایسی قانون شکنی پر ہمیشہ حکومتی انتظامیہ کم ہی توجہ دیتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ پوسٹر کئی ہفتوں تک شہر میں آنے جانے والوں کی توجہ حاصل کرتے رہے اور کوئی بھی ان کو اتار نہ سکا۔

نہ وضاحت کا حق، نہ صفائی کا موقع بس تم ہی قصوروار ہو

ربوہ/لاہور: ربوہ کے دو احمدی مکرم عامر حنیف صاحب اور مکرم اظہر بلال صاحب اپنی دوکان کے لئے سامان کی خریداری کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً لاہور کی بڑی مارکیٹ جاتے رہتے تھے۔ جب وہاں کے تاجروں کو علم ہوا کہ یہ دونوں آدمی ربوہ سے آتے ہیں تو انہوں نے احمدیہ جماعت کے بارہ میں سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ ان احمدیوں کی سچی باتوں سے ان کو توجہ پیدا ہوئی تو انہوں نے ربوہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر لاہور کی مارکیٹ کے کچھ تاجر ربوہ آئے اور اصلیت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ واپس جا کر انہوں نے مولویوں کی طرف سے عوام میں پھیلائی جانے والی ان غلط فہمیوں کے مقابل پر اصل سچائی رکھی تو دوسرے دوکاندار بھی متوجہ ہونے لگے۔ مگر جلد ہی ''ختم نبوت'' کے نام پر فساد پھیلانے والے مولویوں تک یہ معاملہ پہنچ گیا اور انہوں نے اپنے جھوٹ کا پردہ فاش ہوتا دیکھا تو غیظ وغضب میں بڑھ گئے اور فوری کارروائی کی، یعنی ایک انتباہی پیغام چھپوایا اور لاہور کی مارکیٹ میں جگہ جگہ چسپاں کروا دیا۔ اس پر لکھا ہے کہ (ترجمہ)

''عوام کی اطلاع کے لئے:

انتباہ

اظہر بلال ابن عبدالرؤوف اور عامر حنیف ابن حنیف احمد، چناب نگر کے رہائشی قادیانی ہیں۔ یہ تاجروں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ جس کو بھی نظر آئیں وہ انہیں حوالہ پولیس کرے، لوگ اپنے آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھیں''۔

اب یہ دونوں احمدی ایک عجیب صورت حال سے دوچار ہیں۔ یہ اب لاہور کی مارکیٹ میں خریداری کے لئے نہیں جاسکتے ہیں جس سے ان کا کاروبار شدید متاثر ہورہا ہے۔

کوہاٹ میں احمدیہ مسجد کو خطرہ

صوبہ خیبر پختونخواہ کا ایک اہم ضلع کوہاٹ ہے۔ یہاں 1980ء تک ایک بڑی احمدیہ جماعت موجود تھی مگر جب جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں سارے پاکستان میں اسلام کے نام پر شدت پسندوں کی پرورش کی گئی تو یہ ضلع بھی ایسے مفسدوں کی آماجگاہ بن گیا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ احمدیوں کی زندگیاں غیر محفوظ ہوگئیں۔

1988ء میں انتظامیہ نے کوہاٹ کی احمدیہ مسجد سیل (Seal) کردی۔ یہ مسجد ایک وسیع پلاٹ کے اندر تعمیر کی گئی تھی اور امام الصلوٰۃ کی رہائش گاہ بھی اسی احاطہ کے اندر واقع تھی۔ اس تمام جائیداد کی ملکیت ''صدر انجمن احمدیہ'' کے نام ہے۔ مسجد سیل (Seal) ہوجانے کے بعد احمدیوں نے ایک احمدی کے رہائشی مکان میں نماز سنٹر بنا کر نمازیں ادا کرنے شروع کر دیں۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ ہوتا گیا اور احمدیوں نے ایک ایک کر کے اس شہر سے ہجرت کرنا شروع کردی۔ اور اب یہ صورت حال ہے کہ اس شہر میں ایک بھی احمدی موجود نہ ہے۔

اب حال ہی میں، مورخہ 19 دسمبر 2010ء کو تنظیم ''ختم نبوت'' کے کارندے تالے توڑ کو اس سیل شدہ مسجد میں گھس گئے اور جرائم پیشہ قبضہ گروپوں کی طرح یہاں اپنی موجودگی ثابت کرنے کے لئے ''مذہبی تقریب'' کا انعقاد کیا۔ یاد رہے ان تمام غنڈوں کو جمیعت علمائے اسلام فضل الرحمان گروپ کے سابق ممبر قومی اسمبلی جاوید ابراہیم پراچہ کی سرپرستی حاصل ہے۔

اس سب مجرمانہ کارروائی پر ضلع پشاور کی احمدیہ جماعت کے امیر صاحب نے کوہاٹ پولیس کے حکام کو لکھا کہ یہ تمام جائیداد ''صدر انجمن احمدیہ'' کی ملکیت ہے۔ اور اس بنیاد پر اس کی بیع وشراء یا کسی غیر کو منتقلی قانوناً منع ہے۔ مزید براں یہ احاطہ زمین اور بلڈنگ سیل شدہ ہے، اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری انتظامیہ اور پولیس کے سپرد ہے۔ جس پر پولیس نے کارروائی کی اور ان مجرموں سے جگہ کا قبضہ واپس لیا اور اس کو پھر سے سیل کر دیا۔

ویسے جو بھی ہوا، احمدیوں کی جائیداد ابھی تک بہرحال احمدیوں کے تصرف سے باہر ہے!!

اسلامی شعار کی بے حرمتی؟

چک 599 ج ب، ضلع فیصل آباد: بازار سے گزرتے ہوئے دو مقامی احمدی بزرگان نے ایک دوکاندار کو ''السلام علیکم'' کہا جس پر اس دوکاندار نے بجائے سلام کا جواب دینے کے غصہ دکھایا اور کہا کہ ''تم غیر مسلم ہوتے کون ہو مجھے ''السلام علیکم'' کہنے والے!! جب اس آدمی کو غصہ ختم کرنے کا کہا گیا تو وہ اپنے غیظ میں اور بڑھ گیا اور اپنی بندوق نکال کر احمدیوں کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ ''گولی مار دونگا''۔ جس پر اردگرد کے لوگ جمع ہوگئے اور بیچ بچاؤ کرا دیا۔ مگر اگلے ہی دن وہ دوکاندار اپنے ساتھ دو وکیل اور دو مولوی لے آیا اور یہ سب فسادی مل کر ماحول کا امن وسکون غارت کرنے میں مصروف ہوگئے۔ ان وکلاء میں ایک وکیل لیاقت پکھی ممبر ننکانہ بار بھی تھا۔

جب گاؤں میں امن وامان کی صورت حال خراب ہوتی دیکھی تو احمدیوں نے پولیس سے رابطہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس پر گاؤں کے چند معززین نے صلح وصفائی کروا دی، اب صرف امید ہی کی جاسکتی ہے کہ یہ فسادی لوگ پھر سے سرگرم نہ ہوں گے۔

احمدیوں کے کالج کے خلاف پھیلائی جانے والی مذہبی منافرت

دنیا پور، ضلع لودھراں: مکرم چوہدری اظہر احمد صاحب اور ان کی اہلیہ اس شہر میں ''نیوملت کالج آف کامرس اینڈ سائنس'' کے نام سے قائم اپنا ملکیتی ادارہ نہایت کامیابی سے چلا رہے ہیں مگر حاسدین کو یہ بات پسند نہیں ہے۔ حال ہی میں اس کالج کا ایک ملازم، کسی بات پر ناراض ہوکر یہاں سے الگ ہوا اور کسی اور کالج میں ملازم ہوگیا۔ مگر اس پر بس نہیں۔ اس شخص نے علیحدگی کے بعد مذہب کو بنیاد بنا کر ''نیوملت کالج'' اور اس کی انتظامیہ کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ ان پر مذہبی توہین اور متفرق الزامات لگائے اور لوگوں میں جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے یہ مشہور کیا کہ احمدیوں نے قرآن کریم میں تحریف کی ہے اور اپنے کالج کے طالب علموں کو اس کی تلاوت کی اجازت نہیں دیتے۔ وغیرہ

''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے مولوی بھلا ایسا موقع ہاتھ سے جانے دیتے ہیں۔ انہوں نے پروپیگنڈا کی مہم کی اگلی تمام ذمہ داری خود سنبھال لی اور جلسے کرنا اور احمدیوں کے خلاف جھوٹا نفرت بھرا لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے۔

اس ساری صورت حال میں مکرم اظہر احمد صاحب شدید پریشان ہیں، ان کے خاندان کی رہائش بھی کالج کے احاطہ کے اندر ہی ہے۔ کیونکہ یہ جگہ آہستہ آہستہ ان کے لئے غیر محفوظ ہوتی جارہی ہے۔ (باقی آئندہ)